دیوانِ صابر

ڈاکٹر صابر سنبھلی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دیوانِ صابر

(نعتیہ)

موسوم بہ اسمِ تاریخی

آرزوے بخشش

۱۴۲۶ھ

نتیجۂ فکر

ڈاکٹر صابر سنبھلی

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ (C)

نام کتاب..................دیوانِ صابر

موضوعِ کتاب..................نعت نبی ﷺ

مصنف..................ڈاکٹر صابر سنبھلی

تعداد صفحات..................۱۴۴

تعداد اشاعت..................۴۰۰

کمپوزنگ..................اعظم علی

طابع..................اقرا آفسیٹ پریس دلّی

اشاعتِ اوّل..................۲۰۰۸ء

قیمت..................Rs/- 100:00

ناشر..................ڈاکٹر صابر سنبھلی

दीवान–ए–साबिर (डा0 "साबिर" सम्भली)

क़ीमत 100:00 रू0

☆ ملنے کے پتے ☆

۱۔ طلحہ وقار غالب، سیف خاں سرائے، سنبھل ضلع مرادآباد موبائل 9761552089

۲۔ اشرفی بک ڈپو بازار نخاسہ سنبھل ضلع مرادآباد۔ موبائل 9897527993

۳۔ نفیس احمد بک سیلر، رکن الدین سرائے، سنبھل ضلع مرادآباد۔ موبائل 9412135883

۷۸۶

میں یہ نعتیہ دیوان

اپنے والد ماجد

مرحوم **جعفر حسین** صاحب (م ۹؍ دسمبر ۲۰۰۶ء)

کے نام معنون کرتا ہوں۔

جو اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر روزانہ دو کلو میٹر پیدل چل کر اس پابندی کے ساتھ فاتحہ خوانی کے لیے حاضری دیتے رہے کہ ۱۷ ؍برس کے طویل عرصے میں بڑی مجبوری کے حالات میں محض ۶؍ ناغے ہوئے اور جب جسم میں طاقت نہ رہی تو حاضری ہفتہ وار کر لی۔

✪ ✪ ✪ ✪ ✪

نعت مصطفٰے ﷺ کی تخلیق بلاشبہ باعثِ ثواب ہے۔

اس کے پڑھنے اور سُننے والوں کو بھی ثواب ملتا ہے۔

اور لاریب پڑھنے اور سُننے والوں کے ثواب کا کچھ حصہ شاعر کے نامۂ اعمال میں بھی درج ہوتا ہے۔

میں اللہ رب العزت سے دعا کرتا ہوں کہ اس ثواب کو اپنے کرم خاص سے میرے والد مرحوم کی روح کو بخش دے۔

اور اُن کی مغفرت فرمائے۔

(آمین)

صابرؔ سنبھلی

یہ کتاب
فخرالدین علی احمد میموریل کمیٹی، حکومتِ اتر پردیش لکھنؤ
کے مالی تعاون سے شائع ہوئی۔

فہرست مشمولات

نمبر شمار	کیا؟	کہاں؟ (صفحہ نمبر)
☆	دیباچہ	۸
۱۔	الحمد (سورۂ فاتحہ کا منظوم ترجمہ)۔	۲۴
۲۔	نام لوں کیوں نہ شب و روز خدایا تیرا۔	۲۵
۳۔	بیاں کیا کر سکے انساں مرے مالک مرے مولا!	۲۷
۴۔	آنکھ کا تارا گنبدِ خضرا۔	۲۸
۵۔	بابِ جبریل کے نزدیک ہو ڈیرا میرا۔	۲۹
۶۔	ذکر ہونا چاہیے اب سیّدِ ابرار کا۔	۳۰
۷۔	یارب! تو مجھ کو ایسا شیدا بنا نبی کا۔	۳۱
۸۔	اے چارہ گرو! میں تو ہوں بیمار نبی کا۔	۳۳
۹۔	احسان مان انساں! دِل سے مرے نبی کا۔	۳۵
۱۰۔	رب تعالیٰ جس کا ناصر ہو گیا۔	۳۶
۱۱۔	غفلتوں کا اپنی ہوگا کیا جواب۔	۳۷
۱۲۔	مجھ پر گرا کوہِ الم، مہرِ عجم ماہِ عرب!۔	۳۸
۱۳۔	صاحب لولاک بھی ہیں شاہِ بحر و بر بھی آپ۔	۳۹
۱۴۔	ایسی لکھوں ہے تمنا سیدِ عالم کی نعت۔	۴۰
۱۵۔	جگر کو قلب کو دیتی ہے راحت آپ کی چوکھٹ۔	۴۲
۱۶۔	ہائے گذری زندگی کیسی عبث۔	۴۳
۱۷۔	عرش اعظم پہ گئے وہ یہ تھی اُن کی معراج۔	۴۴
۱۸۔	غمزدہ، عاجز، حزیں، بے کار ہیچ۔	۴۵
۱۹۔	خوش نما ہیں کیا مدینے کے نواح۔	۴۶
۲۰۔	اک بار دیکھا جس نے بھی شاہِ زمن کا رُخ۔	۴۷
۲۱۔	آتی ہے، یہ آقا کی بہت شان کرم یاد۔	۴۸
۲۲۔	اے زائرِ دربارِ نبی! فضلِ خدا ڈھونڈ۔	۴۹
۲۳۔	قسمت کسی کی ہوتی ہے بیدار شاذ شاذ۔	۵۰
۲۴۔	حسیں، ذیشان، پیارا پیارا گلزار۔	۵۱

۲۵۔	ہے فخرِ روزگار، مرے مصطفےٰ ﷺ کا در۔	۵۲
۲۶۔	ہو گئے لب جنتی دیوارِ روضہ چوم کر۔	۵۳
۲۷۔	تیرے عاشق سارے مسلماں، میرے نبی کے روضۂ انور۔	۵۵
۲۸۔	ہے مومن اگر دل کا پندار توڑ۔	۵۶
۲۹۔	تو ہے بیشک مرکز ملّت حجاز۔	۵۷
۳۰۔	نہیں ہے یادِ رب تو زندگی ژاژ۔	۵۸
۳۱۔	اہل ثروت کو ہے اُن سے دُنیوی دولت کی آس۔	۵۹
۳۲۔	سامنے رہتا اُن کا درا ے کاش۔	۶۰
۳۳۔	غلامان نبی سے رکھیے اخلاص۔	۶۱
۳۴۔	سارے جہاں نے پایا ہے شاہِ ہدیٰ کا فیض۔	۶۲
۳۵۔	چاہے رہے جہاں میں نہ میرا کسی سے ربط۔	۶۳
۳۶۔	تنگ ہے عصیاں کا گھیرا الحفیظ۔	۶۵
۳۷۔	کرتا نہیں ہے کچھ بھی کوئی بے توقع۔	۶۶
۳۸۔	اُن سے پہلے تھا جہالت کا فروغ۔	۶۸
۳۹۔	ذات سے تو ہے اپنی خدا ہی رؤف۔	۶۹
۴۰۔	رکھو مومنو مصطفےٰ ﷺ سے تعلق۔	۷۰
۴۱۔	سہوں گا ہجر کے آزار کب تک۔	۷۱
۴۲۔	کعبے کے قریں بخشش و رافت کی دعا مانگ۔	۷۲
۴۳۔	کیا سمجھ سکتا ہے کوئی رفعت وشان رسول۔	۷۴
۴۴۔	قافلے پھر سے رواں ہونے لگے سوے حرم۔	۷۵
۴۵۔	نبی مکرم! اسلام علیکم۔	۷۶
۴۶۔	رسولِ خدا ہیں نبی کریم۔	۷۷
۴۷۔	لیجے غلاموں کی خبر اے سبز گنبد کے مکیں۔	۷۸
۴۸۔	رہے گی کوئی نہ مشکل نبی کے قدموں میں۔	۸۰
۴۹۔	نہ پایا جو کسی نے زندگی میں۔	۸۱
۵۰۔	بے کسوں کے صرف مامن آپ ہیں۔	۸۲

۵۱۔	ماسوا اس در کے کوئی خلق کا ملجا نہیں۔	۸۴
۵۲۔	تو درودِ پاک پڑھنے کا اگر عادی نہیں۔	۸۵
۵۳۔	اے دل نہ کوئی غم کر مشکل کشا نبی ہیں۔	۸۶
۵۴۔	خدا سے مانگو، نبی سے مانگو۔	۸۷
۵۵۔	ربِّ اکبر کی پہلے ثنا ہو۔	۸۸
۵۶۔	ارضِ طیبہ کو جو دیکھا تھا نظارہ اور کچھ۔	۸۹
۵۷۔	میں ہو جاؤں یا رب مکینِ مدینہ۔	۹۰
۵۸۔	شہنشاہِ ابرار میرے نبی۔	۹۱
۵۹۔	جو بھی اُن کے در پر جائے۔	۹۲
۶۰۔	لب پر جب اُن کا نام آئے۔	۹۳
۶۱۔	بیشک وہ مر کر جی جائے۔	۹۴
۶۲۔	درد کا مارا طیبہ جائے۔	۹۵
۶۳۔	یا رب مری آنکھوں کو کچھ ایسا نظر آئے۔	۹۶
۶۴۔	محمد ﷺ کے وطن کی بات کیجے۔	۹۷
۶۵۔	تقربِ درِ سلطانِ بحر و بر لکھ دے۔	۹۸
۶۶۔	میں مضطرب ہوں دعا میں مری اثر دے دے۔	۹۹
۶۷۔	کریم! مجھ کو بنا دے ایسا تو اپنے الطاف سے کرم سے۔	۱۰۰
۶۸۔	شغل دن رات ہیں میرے کبھی آہیں کبھی نالے۔	۱۰۱
۶۹۔	حقیقت میں وہی انسان ہیں سچے خدا والے۔	۱۰۲
۷۰۔	میرے نبی ہیں رحمت والے۔	۱۰۳
۷۱۔	شہرِ نور کا منظر ذہن میں سمایا ہے۔	۱۰۴
۷۲۔	تضمینات۔	۱۰۵
۷۳۔	رباعیات۔	۱۱۹
۷۴۔	قطعات۔	۱۲۳
۷۵۔	دوہے۔	۱۳۲
۷۶۔	قطعات تاریخ انطباع و قطعہ تاریخِ وفات	۱۴۱-۱۴۲

۷۸۶

دیباچہ

تخلیقِ ادب کی حدود میں قدم رکھنے والے نوّے فی صد سے زیادہ نوجوان اپنے سفر کا آغاز شاعری سے ہی کرتے ہیں۔ان میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا طبعی تعلق ادب سے نہیں بلکہ سائنس یا ریاضی وغیرہ سے ہوتا ہے۔ان نوّے فی صد میں سے کچھ تو تھوڑے بہت دن طبع آزمائی کر کے کسی نہ کسی وجہ سے ادب کو ہی خیر باد کہہ دیتے ہیں اور ۲۰۔۲۵ر فی صد نثر کو اپنا لیتے ہیں ان میں سے کچھ شاعری سے دائمی قطع تعلق کر لیتے ہیں تو کچھ تھوڑا بہت واسطہ اُستوار رکھتے ہیں مگر اس کا ڈھنڈورا نہیں پیٹتے۔

راقم الحروف کی خامہ فرسائی کی ہسٹری بھی کچھ ایسی ہی ہے۔ابتدا شاعری سے کی تھی مگر اُس کا اظہار نہیں کیا، البتہ تعلق باقی رکھا۔نثری میدان میں تگ و دو کرتے ہوئے بھی شاعری سے ترکِ تعلق نہیں کیا۔ بہت زمانے تک تو شاعری سے صرف اتنا تعلق رکھا کہ تاریخی مادّوں کو قطعات کی شکل دیتا رہا۔کبھی اپنے نام سے، کبھی کسی اور کے نام سے اور کبھی بغیر کسی نام کے۔

۱۹۶۷ء سے ایک میلاد خواں جماعت سے تعلق ہو گیا اس جماعت کو جہاں اِدھر اُدھر سے فراہم کر کے بہت سی نعتیں دیں وہیں خود بھی کہہ کہہ کر دیتا رہا (وہ اب تک بھی اُس جماعت کا سرمایۂ نام وری ہیں) جو نعتیں خود کہہ کر دیتا تھا

اُن میں ایک فرضی تخلص ہوتا تھا (کچھ سامعین اس فرضی نعت گو کو بھی پہچان لیتے تھے) راقم کی یہ تگ و تاز بے کار نہیں گئی بلکہ وہ نعت خواں جماعت کچھ مدّت کے لیے سنبھل کی مقبول ترین نعت خواں جماعت بن گئی اور سنبھل سے باہر بھی اُس کی پوچھ ہونے لگی۔ بعد میں کچھ ناگوار واقعات پیش آئے اور راقم الحروف نے ہاتھ کھینچ لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مشہور و معروف جماعت پھر اُسی پستی میں پہنچ گئی جہاں سے اسے بڑی محنت سے اُٹھایا گیا تھا۔ پھر بڑے بڑے علامہ بھی اُسے اُٹھانے میں کامیاب نہ ہو سکے اور اب تو اُس کا یہ حال ہے۔

ع۔ پھرتے ہیں میؔر خوار کوئی پوچھتا نہیں۔

مرادآباد کے چار پانچ سالہ قیام کے دوران ایک شاعر صاحب سے ملاقات ہو گئی جو مسجد کو آتے جاتے اس فقیر کے پاس بھی حقّہ نوشی کے لیے بیٹھ جاتے تھے کبھی کبھی شاعری کی بحث بھی چھڑ جاتی تھی۔ اُس زمانے میں دس بارہ غزلیں کہیں، تین چار شائع بھی کرائیں۔ لیکن خود کو کبھی شاعر نہ جانا۔ موزوں طبع ضرور ہوں۔ مگر یہ بھی کہتا ہوں کہ ہر شاعر موزوں طبع ہوتا ہے، لیکن ہر موزوں طبع شاعر نہیں ہوتا۔ شاعری چیزے دیگر است۔ اسی لیے شاعری کو کبھی ذریعہ عزّت بھی نہیں سمجھا۔ اپنے شعر سنانے سے بہت بچتا ہوں، بلکہ گھبراتا ہوں۔

بیسویں صدی کی آخری دہائی میں بچوں کے لیے نظمیں کہنا شروع کر دیں۔ اس دہائی کے آخر میں ایک دوسری میلاد خواں جماعت سے ربط ضبط ہو گیا۔ اس جماعت کو بھی نعتیں فراہم کرتا رہا۔ ملازمت سے سبک دوشی کے کچھ دن بعد

تک شاعری سے کم ہی تعلق رہا۔ یہاں یہ بھی عرض کردوں کہ زندگی میں کسی انجمن شعراء کا رکن نہیں رہا (اور نہ اب ہوں) نہ کسی شعری نشست میں بحیثیت شاعر شامل ہوا۔ علاوہ اس کے کہ ایک شعری نشست میں بحیثیت سامع شریک تھا۔ ناظم نشست نے شعر خوانی کے لیے مدعو کرلیا۔ مرادآباد میں ایک شعری نشست کی صدارت بجبوری کرنی پڑی اور سنبھل میں ایک محفل (جو نشست سے بڑی اور مشاعرے سے چھوٹی تھی) کی صدارت کرنی پڑی یہ بھی بجبوری کی تھی۔ مرادآباد میں جن صاحب کے یہاں شعری نشست کی صدارت کی تھی وہ دوبارہ بھی چاہتے تھے۔ بڑے زور لگائے، سفارشیں لائے مگر میں نے اُن کے اصرار کو سختی سے رد کردیا۔

۱۹۷۵ء سے نثر نگاری کی طرف توجہ ہوئی جواب بھی ہے۔ کچھ کام ابھی ادھورے ہیں۔ کچھ منصوبے ہیں جو ابھی شروع ہی نہیں ہوئے ہیں۔ ایک تمنّا بہت دنوں سے دل میں تھی کہ منصوبے پورے ہوجائیں۔ تو مرنے سے پہلے ایک مجموعہ نعت ضرور شائع ہوجائے۔ مگر یہ منزل ابھی بہت دور نظر آتی تھی۔

جولائی ۲۰۰۵ء کی بات ہے کہ میلاد خواں جماعت (ثانیہ) کے لیے ایک عمدہ نعت کی جستجو تھی۔ ایک رسالے میں جناب افسر امروہوی کی ایک نعت نظر نواز ہوئی۔ نعت اتنی عمدہ تھی کہ کسی بھی محفل کو متاثر کرسکتی تھی مگر اس کا مطلع (اگرچہ عمدہ تھا) کسی نعت خوانی کی محفل کے عام قارئین کی نفسیات کے مطابق نہ تھا۔ نعت میں مطلع ثانی بھی تھا۔ جو تھا تو خوب مگر اس میں مطلعِ اولی بننے کی صلاحیت نہیں تھی، سوچا کہ ایک مطلع اپنی طرف سے کہہ کر اس نعت میں جوڑ دوں

(ایسی پیوند کاری کرتا ہی رہتا تھا) اور نعت خوانوں کے حوالے کر دوں۔

میرے ساتھ یہ بات شاید عجیب ہو کہ میں پہلے مطلع ہی کہتا ہوں۔ مطلع ہو جانے کے بعد غزل آسان ہو جاتی ہے۔ مگر وقت کی بات یا شاید میرا ذہن اُس نعت سے مرعوب ہو گیا تھا مجھ سے مطلع نہ کہا گیا اور پانچ چھے شعر ہو گئے۔ بعد میں جیسا بھی ہو سکا ایک مطلع کہہ کر نعت مکمل کر لی اور اس طرح اس مجموعے کی پہلی نعت وجود میں آ گئی۔ اس نعت کی ردیف ہے "اور کچھ"۔

اس نعت کا مکمل ہونا تھا کہ ذہن میں مضامین نعت کی آمد ہونے لگی۔ چھے سات نعتیں مکمل ہو گئیں۔ تو خیال آیا کہ مجموعہ نعت مکمل کرنے سے بہتر یہ ہے کہ دیوانِ نعت ہو جائے، اس خیال کا آنا تھا کہ دیوان پر کام شروع کر دیا اور بحمد اللہ اس کا انجام قارئین کے ہاتھ میں ہے۔

اس دیوان کی مدّت تخلیق کے بارے میں بھی کچھ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ کام ۱۶یا ۱۷ر جولائی ۲۰۰۵ء کو شروع ہوا اور ۱۹ر نومبر ۲۰۰۵ء تک (تقریباً ساڑے چار ماہ) مسلسل جاری رہا۔ پھر کچھ دوسرے اہم کاموں میں ایسا مصروف ہوا کہ یہ کام التوا کا شکار ہو گیا۔ ۱۱ر دسمبر ۲۰۰۵ء سے پھر اس طرف متوجہ ہوا۔ اس بار ۲۵ر دسمبر تک لگ بھگ ۱۴روز کام ہوا۔ ۲۶ر دسمبر سے شدید بیمار ہو گیا۔ ۵ر جنوری ۲۰۰۶ء سے تیسری بار متوجہ ہوا۔ تو ۲۵ر جنوری ۲۰۰۶ء کو دیوان مکمل ہو گیا۔ یعنی تقریباً ۵ر ماہ ۲۰ر دن کی مدّت میں یہ دیوان تیار ہوا۔ اس مدّت سے پہلے کی ۷ر نعتیں اس میں شامل کی ہیں جن میں سے ایک "ن" کی ردیف

میں ہے اور ۶ ر ’’ی‘‘ کی ردیف میں، دو حمدیں بھی پہلے کی ہیں۔ اُن کے ساتھ تاریخ تخلیق یا تاریخِ تکمیل (جو بھی کہیے) کا اندراج نہیں ہے۔ ایک تضمین بھی ہے جو امام احمد رضا کی نعت پر کہی گئی ہے وہ بہت پہلے کی ہے۔ ان ۱۰ ر تخلیقات کے علاوہ جو کچھ ہے وہ جولائی ۲۰۰۵ء یا اس کے بعد کا کہا ہوا ہے۔

سنبھل میں بڑی تعداد میں شعراء ہوئے ہیں۔ اتنی بڑی تعداد میں کہ اُن کا شمار بھی دُشوار ہے مگر دواوین کی اشاعت کے معاملے میں سنبھل نادار ہی کہا جائیگا (اگرچہ شعری مجموعے خاصی تعداد میں شائع ہوئے) میری معلومات کے مطابق تفصیل یہ ہے۔

انیسویں صدی میں سنبھل سے تین دواوین شائع ہوئے۔ پہلا دیوان سیّد احمد شاہ موجزؔ سنبھلی کا تھا، جو کلیات کی شکل میں ۱۸۸۸ء میں شائع ہوا۔ اس میں بہاریہ شاعری دیوان کی شکل میں ہے۔ دوسرے اور تیسرے دیوان حاجی بہار حسین بہارؔ سنبھلی کے ہیں۔ دونوں نعت میں ہیں۔ بہارؔ صاحب کا دوسرا دیوان ۹۹۔۱۸۹۸ء میں شائع ہوا، اس میں اردو کلام بھی ہے اور فارسی بھی، مقدمہ فارسی میں ہے اس سے پہلے اُن کا ایک دیوان اور شائع ہوا تھا۔ جو دستیاب نہیں ہوسکا نہ اُس کا سالِ اشاعت معلوم ہوا۔ دیوانِ ثانی میں صرف اُس کا ذکر ہے۔ ممکن ہے وہ دیوانِ موجزؔ (کلیاتِ موجز) پر بھی مقدم ہو۔

بیسویں صدی کا صرف ایک دیوان پیش نظر ہے اور وہ ہے چودھری محفوظ علی خاں صاحب محفوظؔ سنبھلی کا ’’دیوانِ محفوظ‘‘۔ (یہ دیوان جون ۱۹۲۹ء میں شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد سنبھل میں کوئی دیوان شائع نہیں ہوا۔ گویا پیش نظر دیوان دیوانِ محفوظ

سے لگ بھگ ۷۹ برس بعد شائع ہو رہا ہے)۔ان دواوین کے علاوہ مولانا غلام احمد شوق فریدی کے ایک نعتیہ دیوان ''جمالِ محبوب'' کا بھی پتہ چلتا ہے۔ مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ انیسویں صدی میں منظرِ عام پر آیا یا بیسویں صدی میں۔

بچپن میں ایک شعری مجموعہ نظر سے گذرا تھا یہ اس وقت کی بات ہے جب مجموعے اور دیوان بلکہ غزل اور نعت کا بھی فرق معلوم نہیں تھا۔ مگر کچھ ایسا یاد پڑتا ہے کہ اس کتاب کا نام ''دیوانِ رشید'' تھا۔ شاعر تھے رشید گھنسور پوری۔(گھنسور پور سنبھل کے مضافات میں ایک گاؤں ہے۔) کتاب کے خاتمے کے دو مصرعے اب تک ذہن میں ہیں جو مالک مطبع اعجاز صاحب کی تعریف میں کہے گئے تھے۔

۱۔ جیسے اسٹیج پہ پردے سے ہوا ِکٹر پیدا (یا ظاہر)

۲۔ دیکھتے ہی اُنہیں دل ہو گیا میرا شیدا

یہ کتاب اب کہیں دستیاب نہیں، یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ اس کا موضوع نعت تھا یا بہاریہ شاعری۔ اگر میری یادداشت خطا نہیں کرتی اور اس کا نام ''دیوانِ رشید'' ہی تھا تو اس کے دیوان ہونے میں شک کی گنجایش کم ہے۔ اعجاز پریس کے حوالے سے یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ بیسویں صدی میں ہی شائع ہوا۔

جو دیوان تیار ہوئے مگر شائع نہیں ہوئے ان کے بارے میں کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ منشی فضلِ رب باغ مرحوم (شاگرد و جانشینِ داغ دہلوی) کے دیوان کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ مرتب تھا شائع نہیں ہوا۔ اب معلوم نہیں محفوظ بھی

ہے یا نہیں۔ اس طرح کے ایک دو دیوان اور بھی ہو سکتے ہیں، جن کی اشاعت کی نوبت ہی نہ آئی ہو۔ ایسا ہی دیوانِ شاؔد سرسوی بھی ہے۔

ڈاکٹر کشور جہاں زیدی نے اپنے پی۔ ایچ۔ ڈی۔ کے تحقیقی مقالے ''سیّد سرسوی حیات اور شاعری'' میں سرسی کے شعرا کا بھی تذکرہ کیا ہے (سرسی سنبھل تحصیل کا ہی ایک قصبہ ہے) اس میں صرف شاؔد سرسوی کے دیوان کا ذکر ہے جس کے تلف ہونے کی بھی اطلاع دی گئی ہے۔ گویا شائع نہیں ہوا۔ یہ کوئی کافی قدیم شاعر ہیں۔ ان کے بعد ایک اور شاؔد سرسوی کا تذکرہ ہے مگر اُن کے دیوان کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ گویا سنبھل میں زیادہ سے زیادہ ۶/دیوان شائع ہوئے، وہ بھی رشؔید گھنسورپوری کو ملا کر۔ دو صدیوں میں کسی ساتویں دیوان کا علم اس فقیر کو نہیں ہے۔

سیّد احمد شاہ موجؔز اور چودھری محفوظ علی خاں محفوؔظ نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ دونوں شاعری میں کسی استاد کے باقاعدہ شاگرد نہیں رہے۔ بہاؔر سنبھلی نے اس بابت کچھ نہیں لکھا۔ اب رشؔید گھنسورپوری کے بارے میں کچھ معلوم ہونا دشوار معلوم ہوتا ہے۔ ایسا ہی معاملہ شوؔق فریدی صاحب کا بھی ہے۔ اس سلسلے کو آگے بڑھایئے تو اکیسویں صدی میں پہلے دیوان کی تخلیق کرنے والا یہ ہیچمداں حقیر فقیر صاؔبر سنبھلی بھی شاعری میں کسی استاد کا باقاعدہ شاگرد نہیں ہے۔

جیسا کہ عرض کر چکا ہوں ایک نعت تو جناب افسؔر امروہوی کی زمین میں کہی گئی ہے۔ ایک دوسری نعت مالیگاؤں (مہاراشٹر) کے عزیزی محمد حسین مشاہد کی فرمائش پر حضرت مفتیٔ اعظم ہند مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں نوریؔ بریلوی علیہ الرحمہ

کی زمین میں کہی گئی ہے۔ (مشاہد صاحب کو اپنے تحقیقی مقالے کے لیے اس کی ضرورت تھی) اس نعت کا مطلع ہے۔

اے مسیحا وقت آخر آگیا بیمار کا ۔۔۔ ذکر ہونا چاہیے اب سیدِ ابرار کا

اِن دونعتوں کے علاوہ کوئی نعت کسی شاعر کی زمین میں قصداً نہیں کہی گئی ہے۔ ہر نعت کی زمین خود میں نے تیار کی ہے۔ قصداً کا اضافہ اس لیے کیا گیا ہے کہ قدما کی زمینوں سے بچ کر شعر کہنا اس عہد میں ناممکن جیسا ہے۔ کیونکہ شاید ہی کوئی زمین باقی رہی ہو، جس پر طبع آزمائی نہ ہو چکی ہو۔ پھر بھی جہاں تک ہو سکا ہے بنی بنائی زمینوں سے بچنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔

یہ بھی عرض کر دوں کہ دیوان کو مرتب کرتے وقت اس میں ایسی کوئی نعت شامل نہیں کی گئی ہے۔ جو فرضی تخلص کے ساتھ میلاد خواں جماعت (اوّل) کو دی گئی تھی۔ ہر چند کہ ان میں سے کچھ بعد میں میرے اصلی تخلص کے ساتھ شائع بھی ہو گئیں مگر کوئی نزاع پیدا نہ ہوا اس لیے ان کو نظر انداز کر دیا۔ جولائی ۲۰۰۵ء سے پہلے کہی گئی جو تخلیقات اس میں شامل ہیں وہ کسی میلاد خواں جماعت کو فرضی یا اصلی تخلّص کے ساتھ دی ہی نہیں گئی تھیں۔

ابھی یہ بھی عرض کیا گیا ہے کہ مجموعہ نعت کی تکمیل فقیر سب سے آخر میں کرنا چاہتا تھا۔ اب جب کہ یہ کام بغیر کسی پروگرام کے انجام پا گیا تو ہو سکتا ہے یہ میرا آخری کام ہو۔ اگر ایسا ہو تو (اور نہ ہو تب بھی) قارئین کرام سے دعاے مغفرت کا خواستگار ہوں۔ بہر حال زندہ رہا تو اب ادھورے کاموں کی طرف توجہ دوں گا۔

فی الحال تو شعر گوئی کو اس دیوان کی تکمیل کے ساتھ سلام رخصتی کر رہا ہوں۔ (چھوٹے موٹے کاموں کی بات الگ ہے) اگر زندگی نے وفا کی اور دیگر منصوبے مکمل ہو گئے تو آخر میں نعت کا ایک مجموعہ اور بھی ہو سکتا ہے۔

اس دیوان کے بارے میں ایک بات کا اظہار اور بھی کرنا چاہتا ہوں، جس نے میری راہ دشوار کر دی۔ پانچ چھے سال قبل مالیگاؤں (مہاراشٹر) کے ڈاکٹر اشفاق انجم کا نعتیہ مجموعہ ''صلّوا علیہ وآلہٖ'' موصول ہوا تھا۔ جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ انہوں نے رسولِ پاک ﷺ کے لیے کہیں ''تو'' اور ''تیرا'' جیسے الفاظ استعمال نہیں کیے ہیں۔ مجھے ان کی یہ بات اچھی لگی۔ میرے ذہن میں پہلے سے یہ خیال آتا تھا، مگر اس کے اظہار میں وہ سبقت لے گئے۔

ڈاکٹر اشفاق انجم صاحب نے لکھا تھا کہ اردو نعت میں تو، تیرا، تیری جیسی ضمیریں فارسی کے اثر سے ہیں۔ (یہ تمام باتیں یادداشت سے لکھ رہا ہوں، مجموعہ الماری میں دستیاب نہیں ہوا) بات درست ہے مگر میں اس میں اتنا اضافہ اور کرنا چاہوں گا کہ یہ فارسی کا ہی اثر نہیں ہے بلکہ عربی کا اثر بھی ہے۔ عربی میں آج بھی

السلام علیک ایھاَ النبی، صلی اللہ علیک وسلّما، یا نبی سلام علیک، وعلیٰ آلکَ واصحابکَ کا چلن ہے

بات وہی ہے جو ''تو'' یا ''تیرا'' میں ہے، مگر حضور ﷺ کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے میرا دل اس پر راضی نہیں ہوتا۔ یوں بھی اردو میں واحد حاضر کی ضمیر فارسی اور عربی کے مقابلے میں زیادہ سخت ہے۔ اس لیے کہ عرب اور ایران میں اپنے سے بڑوں

کے لیے اس کا استعمال عام ہے مگر ہند و پاک میں معیوب سمجھا جاتا ہے۔

عاشقانِ جمال حبیب خدا ﷺ جو فنا فی العشق ہیں کہ قلم سے اگر یہ ضمیریں نکلتی ہیں تو وہ دوسری بات ہے، مگر اب پندرھویں صدی ہجری میں حضور پاک ﷺ کے لیے ایسی ضمیریں اور وہ بھی مجھ جیسوں کے قلم سے کسی طرح مناسب معلوم نہیں ہوتیں۔ زمانہ بدل گیا قدریں بدل گئیں، مزاج تبدیل ہو گئے، ذہنی رویّوں میں فرق آ گیا۔ بہر حال اب کم از کم مجھ جیسوں کو ان ضمیروں سے اجتناب کرنا چاہیے اور اسی کو مدّ نظر رکھتے ہوئے میں نے حتّی الامکان اس طرز تخاطب سے بچنے کی کوشش کی ہے۔ ضمیر میں ہی نہیں فعل میں بھی حاضر کے لیے ہی نہیں غائب کے لیے بھی۔

حضرت ختمی مرتبت ﷺ کے احترام کے پیش نظر میں حضرت کی شان اقدس میں ایسے الفاظ کا استعمال بھی مناسب نہیں سمجھتا جو حشو ہوں یا جن سے حضورِ والا ﷺ کی اعلیٰ و ارفع شان کے اظہار میں کسی طرح کی مدد نہ ملتی ہو۔ (اگر بیخبری یا غفلت میں ایسے الفاظ کا استعمال کر لیا ہو تو دوسری بات ہے۔) یہاں صرف ایک مثال دیکر اپنے مطمح نظر کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔ کسی مجلس میں یا کسی بھیڑ والے مقام پر آپ کسی شخص کو مخاطب کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا نام یا تو آپ کو یاد نہیں یا آپ احتراماً لینا نہیں چاہتے اور مجبوراً یوں مخاطب کرتے ہیں "اے نیلے کرتے والے مولانا" تو نہ صرف یہ کہ آپ کا انداز تخاطب شاید آپ کے مخاطب کو بھی اچھا نہ لگے کچھ لوگ اس طرزِ تخاطب پر ہنس بھی سکتے ہیں۔

اس دیوان کے بارے میں ایک خاص بات اور بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ یہ دیوان نعت ہے اس لیے بہ کوشش اس کو دیوانِ نعت ہی رکھا ہے۔ سوائے تین عدد حمد پاروں کے جو آغازِ دیوان میں ہیں۔ نعتوں کے درمیان کسی دوسری صنفِ سخن کو جگہ نہیں دی گئی ہے۔ حتیٰ کہ کسی بزرگ کی منقبت کو بھی نہیں۔ البتہ نعت میں اگر ایک آدھ شعر منقبت کا آگیا ہے تو اس کو رہنے دیا ہے۔

نعت گو حضرات ایک بات کو مختلف الفاظ میں بار بار دہراتے ہیں۔ مقصد یہ کہنا ہوتا کہ وہ نعت حضور سرکار کائنات ﷺ کی خوشنودی کی خاطر کہتے ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر ایک مصرع بھی بارگاہِ رسول ﷺ میں قبول ہو گیا تو نجات اُخروی کا سبب بن جائیگا۔ بے شک اگر سچّے دل اور خلوصِ نیّت سے نعت کہی جائے (خوشنودی سرکار کے علاوہ کوئی اور لوث نہ ہو) تو وہ مغفرت کا سبب بن سکتی ہے لیکن میری جسارت کو معاف فرمائیں، کتنے نعت گو ایسے ہیں جو صرف ثواب کے لیے اور خلوصِ نیّت سے (بے لوث ہو کر) نعت کہتے ہیں؟

ان نعت گویوں میں کچھ تو وہ بھی ہیں جو کسی دیگر موضوع پر طبع آزمائی کرنے کے اہل ہی نہیں ہیں۔ گویا نعت کہنا ان کی مجبوری ہے۔ جو دیگر اصنافِ سخن کے ساتھ نعت بھی کہتے ہیں، وہ اس فکر میں رہتے ہیں کہ کس طرح تخلص کو مقطع میں عمدہ پیرائے میں نظم کیا جائے۔ گویا مقصد پسندیدگی محبوبِ رب نہیں ہوتا بلکہ واہ واہ کی چاہ ہوتی ہے۔ یہ کام میں نے بھی کیا ہے لیکن ان نعتوں کو حصولِ جنّت کا ذریعہ کہنے کا ڈرامہ بھی نہیں کرتا ہوں۔ اللہ کریم اور اس کے محبوب رحمت اللعٰلمین ﷺ

چاہیں تو ایک بندۂ گنہ گار کو بخشنا اور بخشوانا بڑی بات نہیں ہے کہ اس سراپا گناہ گار نے دیوان کی پابندی کی ہے تو نعتیں بغیر مقطعوں کے کیوں کر ہو سکتی تھیں۔ اگر کوئی صاحب میری نعت پڑھتے وقت مقطع چھوڑ دیں تو مجھے کوئی ملال نہ ہوگا۔ اس عاصی پُر معاصی کو شعر گوئی سے ناموری کبھی درکار نہ تھی اور نہ اب ہے۔ اس لیے خود کو نہ شاعر تسلیم کرتا ہے نہ ظاہر کرتا ہے یہ تو ان لوگوں کے لیے عزت کا ذریعہ ہے جو شاعری کے علاوہ اور کچھ کر ہی نہیں سکتے۔

دیوان کی تیاری کا کام صیغۂ راز میں ہوا۔ چند حضرات کو ہی اس کی بھنک لگ سکی۔ سب سے پہلے اس کی اطلاع سیّد خلیق احمد (ساکن کوٹ غربی سنبھل) کو ہوئی دوسرے نمبر پر رمضان شروع ہونے سے ایک دن پہلے ایک اور صاحب کو اس راز میں شریک کر لیا جو غریب خانے پر برائے ملاقات تشریف لائے تھے۔ اُن کے ہمراہ جو صاحب تھے وہ بھی اسی وقت مطلع ہو گئے۔ اس کے بعد اپنے ایک ساتھی تحقیق کار عزیزی عزیز اللہ خاں کو کسی ضرورت کے تحت بتانا پڑا، مگر سب سے راز داری کی تاکید کر دی۔

نومبر ۲۰۰۵ء کے بالکل آخر میں مراد آباد ٹریژری میں ثبوت حیات کے لے گیا تھا تو برادر محترم ڈاکٹر عارف حسن خاں صاحب صدر شعبۂ اردو ہندو (پی۔ جی۔) کالج مراد آباد، سے بھی ملاقات ہوئی۔ اُن سے کوئی بات چھپاتا نہیں ہوں اور اُن سے نہ چھپانا بہت بہتر ہوا موصوف کے مشورے میرے لیے شمع راہ بن گئے۔ میں اُن کا ممنون ہوں۔ گھر کے بھی ایک آدھ فرد کو اس کی بھنک لگ گئی

تھی۔ان کے علاوہ ۲۸/دسمبر ۲۰۰۵ء کو دو صاحبان میری عیادت کے لیے آئے تھے، اُن کو بھی یہ راز بتادیا۔دو تین حضرات کو ضلع سے باہر بھی علم ہو گیا۔گویا میرے ہمرازوں کی تعداد ایک درجن کے قریب رہی۔

اگر چہ غلطیاں کرنا انسان کی فطرت ہے ؛ مگر مجھ سے کچھ زیادہ ہی غلطیاں سرزد ہوتی ہیں۔نعت گوئی میں غیر عالم دین سے شرعی اور اصولی غلطیاں بھی ہوسکتی ہیں۔اس کا پختہ احساس مجھے اس بات سے ہوا کہ کمپوزنگ کی پروف ریڈنگ کے دوران بھی اغلاط کے گرفت میں آجانے کے باعث کم از کم آٹھ مصرعے دوبارہ کہنے پڑے۔اس کو مدنظر رکھتے ہوئے میں چاہتا تھا کہ کوئی بڑا عالم دین ایسے اغلاط کی نشاندہی کر دے۔ مئو/اعظم گڑھ کے ایک عظیم عالم دین حضرت مولانا عبدالمبین نعمانی قادری رضوی مدظلہ العالی ایسے کاموں کے لیے مشہور رہیں۔اُن کے پاس پورے ملک سے اس غرض سے مسودے آتے ہیں کہ شرعی اغلاط درست ہو جائیں۔ میں نے بھی اجازت لیکر شرعی اغلاط کی نشاندہی کے لیے مسودہ اُن کو بھیج دیا۔

میں تو اُن کو محض عالمِ دین ہی سمجھتا تھا مگر معلوم ہوا کہ زبان و بیان اور فنِ شاعری پر بھی حضرت کی نظر بہت گہری ہے۔میرے مسوّدے کی رسید کے ساتھ اُنہوں نے جو خط تحریر فرمایا اس سے میری بڑی حوصلہ افزائی ہوئی۔جی چاہتا کہ اس خط کا متعلقہ حصہ یہاں نقل کر دوں۔تحریر فرماتے ہیں۔

”آپ کا مجموعہ نعت ملاحظہ کیا۔مجھے حیرت ہے کہ کہیں مجھ کوتاہ فہم وناقص

العلم کو انگلی رکھنے کی جگہ نہیں ملی۔ یہ کامل دسترس کی ایک بیّن مثال ہے بڑے بڑے شعرا و دانشور ٹھوکریں کھاتے ہیں ....اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا فضل ہے۔'' (مکتوب مرقومہ ۳؍جولائی ۲۰۰۶ء)

اس کے بعد تحریر فرمایا۔

''اتنا صاف ستھرا مسودہ پہلی بار نظر سے گزرا ہے۔ ورنہ تصحیح و نظرِ ثانی ۔ کے لیے منظوم و منثور جو کچھ آتا ہے اُسے دیکھ کر بس خدا ہی یاد آتا ہے۔ مولائے کریم زورِ بیان اور زیادہ کرے۔''

(پوسٹ کارڈ مرقومہ ۱۲؍جولائی ۲۰۰۶ء)

حضرت مولانا نے ان دونوں خطوں میں نہایت انکساری کا اظہار فرمایا ہے۔ بے شک سچے علما کی یہی شان ہوتی ہے۔ ورنہ صاف طور سے عرض کر دوں کہ انھوں نے مسودے میں ۵۔۶ ایسی اغلاط کی نشاندہی بھی کی جو زبان سے متعلق تھیں۔ اس نوازش کے لیے میں حضرت مولانا نعمانی کا احسان مند اور شکر گزار ہوں۔

میں نے مولانا نعمانی صاحب کو مسوّدہ شرعی اغلاط کی نشاندہی کے لیے بھیجا تھا۔ اگرچہ ایک دوہے میں زبان کی ایک خامی کی دُرستی کی وجہ سے ایک شرعی غلطی بھی از خود درست ہوگئی، مگر مجھ کو اعتقادی اغلاط کی تلاش رہی اور مولائے کریم کے فضل و کرم سے پہلی ہی حمد (الحمد) میں ایک ایسی غلطی میری ہی گرفت میں آگئی، جس پر بارگاہِ خداوندی میں بڑی ندامت محسوس کر رہا ہوں۔ یہ حمد پہلے ہفتہ وار

''میرٹھ میلہ'' میرٹھ کے کسی شمارے اور پھر میری مصنفہ درسی کتاب ''بہارِ ادب'' حصہ اوّل میں شائع ہو چکی ہے، اس لیے تمام قارئین کو گواہ بناتے ہوئے۔ مولائے توّاب ورحیم کی بارگاہ میں استغفار کرتا ہوں۔ پہلے اس کے اشعار یوں تھے ۔

تیری ہی ہم کریں عبادت — تجھ سے مدد مانگیں ہر بابت
قائم رکھ سیدھے رستے پر — یعنی اُن سب کے رستے پر
جن پر تیرا غضب ہوا تھا
اور ہے رستہ گمراہوں کا

اس میں غلطی کیا ہے یہ بات ذرا باریکی کی ہے مگر استاد شاعر (کوئی بھی ہو) پہلی نظر میں غلطی کی گرفت کرلے گا، اس لیے وضاحت فضول ہے۔

چلتے چلتے یہ بھی عرض کر دوں کہ میں پہ (مخفف ''پر'' بمعنی ''اوپر'') دیجے، کیجیے، لیجے، مت (بمعنی ''نہ'') وغیرہ کو قابلِ ترک نہیں مانتا۔ میرے خیال میں ابھی شاعری کو ان الفاظ کی ضرورت ہے (یوں بھی اس باب میں آزادہ روہوں اور پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی کی روش کو پسند کرتا ہوں) نیز میرا تجربہ یہ بھی ہے کہ کمپیوٹر کمپوزنگ کی کامل تصحیح بار بار کی کوششوں کے بعد بھی نہیں ہو پاتی ہے۔

اس کتاب کی طباعت اور اشاعت کے مراحل مجھ ناتواں کے لیے دشوار تر تھے، اس میں مجھے ڈاکٹر جبّار علی رضوانؔ انصاری (پی۔ ایچ۔ ڈی) سدھولی ضلع سیتا پور اور اپنے ساتھی تحقیق کار عزیز اللہ خاں عزیزؔ سنبھلی سے بڑی مدد ملی۔

ڈاکٹر انصاری صاحب خاصے فعال شخص ہیں۔ وہ باوجود بعد مکانی کے اس دیوان کی طباعت میں ذہنی طور پر اول تا آخر میرے ہمراہ رہے۔ اس کے لیے اُن کا ممنون ہوں۔ کمپیوٹر کمپوزنگ کی ذمہ داری عزیز اللہ خاں نے اپنے ذمے لے لی اور اس کو بخوبی انجام دیا کمپوزنگ کا کام پپی کمپیوٹر کے پروپرائٹر اعظم علی نے بڑی مہارت اور ہمدردی کے ساتھ انجام کو پہنچایا۔ دونوں کے لیے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ ڈاکٹر عارف حسن خاں، ڈاکٹر رضوان انصاری اور عزیز اللہ خاں عزیز نے قطعات طباعت کہہ کر دیے۔ اس کے لیے بھی ان کا ممنون ہوں۔ فخر الدین علی احمد میموریل کمیٹی لکھنو کے ارباب عقد وحل بھی امداد کے لیے شکریے کے مستحق ہیں۔

قارئین کرام اور نقادانِ سخن سے گزارش ہے کہ مجھے غلطیوں سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں کیوں کہ بندہ بشر ہوں اور خطا و نسیان کا پیکر۔ اردو کی کتابیں عام طور سے مکرر کم ہی چھپتی ہیں۔ اگر اس کتاب کی طبع ثانی کا موقع آیا تو ان کے مشوروں پر عمل کیا جائیگا۔ انشاء اللہ۔ فقط۔

۲۹؍فروری ۲۰۰۸ء صابر سنبھلی

الحمد

(ترجمہ سورۂ فاتحہ)

زیبا اُس کو تعریفیں سب
جو ہے کل دُنیاؤں کا رب
مہر نہایت ہے وہ کرتا
اور وہی ہے رحمت والا
بے شک تو ہی میرے مولا
مالک ہے انصاف کے دن کا
تیری ہی ہم کریں عِبادت
تجھ سے مدد مانگیں ہر بابت
قائم رکھ سیدھے رستے پر
ہم کو اُن سب کے رستے پر
جن پر تو نے کی ہے نعمت
جن کو تو نے دی ہے نعمت
(عرض ہماری یہ بھی سن لے)
دور رہیں ان کے رستے سے
جن پر تیرا غضب ہوا تھا
اور ہے رستہ گمراہوں کا

نام لوں کیوں نہ شب و روز خدایا تیرا
تو ہے معبود مرا ، اور میں بندہ تیرا

کون سی جا ہے ، نہیں جس میں اُجالا تیرا
کون سی شے ہے وہ ، جس میں نہیں جلوہ تیرا

ختم ہو جائے گی اک روز یہ دنیا ساری
ذکر لیکن کبھی کم ہو نہیں سکتا تیرا

مجھ کو دنیا بھی مِٹائے تو نہیں مِٹ سکتا
ہے کرم جب مرے اللہ تعالیٰ! تیرا

ہیں جو دنیا کے سہارے وہ سبھی جھوٹے ہیں
اس لیے ہے مجھے، اللہ! بھروسہ تیرا

کامیابی ہے تو بس دونوں جہاں میں اُسکی
ہو گیا جو مرے اللہ تعالیٰ ! تیرا

تو کسی سے ہے نہ پیدا نہ کوئی ہے تجھ سے
میرے مولیٰ! نہیں ثانی ، نہیں ہمتا تیرا

تیرا بندہ ہوں، مجھے غیر سے مطلب کیا ہے
مجھ کو کافی ہے خدا وندا! سہارا تیرا

باقیا! تجھ کو تخیل سے بھلا کیا نسبت

عقل فانی کے نہیں بس کا سمجھنا تیرا

کوئی دولت پہ ہے نازاں ، تو کوئی ثروت پر

تیرے صابر کو ہے بس ایک بھروسہ تیرا

بیاں کیا کر سکے اِنساں، مرے مالک مرے مولا!
کرم تیرے ہیں بے پایاں، مرے مالک مرے مولا!
کیا تو نے بڑا احساں، مرے مالک مرے مولا!
ہدایت کو دیا قرآں، مرے مالک مرے مولا!
کہاں سے لاؤں، وہ الفاظ تیری حمد لکھنے کو
ہوں تیری شان کے شایاں، مرے مالک مرے مولا!
کرم فرما! خطاؤں سے مری بھی در گذر فرما
کریم و مُنعم و رحماں، مرے مالک مرے مولا!
کچھ آمادہ عداوت پر تو کچھ ہیں حرص کے بندے
نہیں میرا کوئی پُرساں، مرے مالک مرے مولا!
کرم کرنا الٰہی! زندگی گذری ہے غفلت میں
کمائے ہیں فقط، عصیاں، مرے مالک مرے مولا!
ہے سر پر بار عصیاں کا، مگر یہ بھی سہارا ہے
تری رحمت ہے بے پایاں، مرے مالک مرے مولا!
سوا تیرے کرم، سرکار طیبہ کی شفاعت کے
نہیں بخشش کا کچھ ساماں، مرے مالک مرے مولا!
ہو توشہ آخرت کا، ہے یہ صابرؔ کی دعا یارب!
مکمل ہو مرا دیواں، مرے مالک مرے مولا!

۳؍اکتوبر ۲۰۰۵ء

آنکھ کا تارا گنبدِ خضرا دل کا سہارا گنبدِ خضرا
دُکھیارو! غم کے مارو! ہے درد کا چارہ گنبدِ خضرا
اِس پر آنچ نہ آنے دیں گے جان سے پیارا گنبدِ خضرا
اس کی دید سے دل ہے روشن نور کا پارہ گنبدِ خضرا
ملکوں ملکوں دھوم ہے جس کی وہ ہے ہمارا گنبدِ خضرا
آنکھ کو دل کو فرحت دیتا تیرا نظارہ گنبدِ خضرا
سچ کہتے ہیں، کہنے والے جگ سے نیارا گنبدِ خضرا
دیکھ ہی لوں گا، یوں پھرتا ہوں مارا مارا، گنبدِ خضرا

صابرؔ کو بھی آس لگی ہے
دیکھے پیارا گنبدِ خضرا

۲۰؍جولائی ۲۰۰۵ء

بابِ جبریل کے نزدیک ہو ڈیرا میرا
تو میں سمجھوں گا، ہے جنّت میں بسیرا میرا

میری تقدیر بدل ایسی کہ مولا! ہر روز
شام ہو مکّے میں، طیبہ میں سویرا میرا

روے پُر نور نبی ہے مری آنکھوں میں بسا
قبر میں کچھ نہ بگاڑے گا اندھیرا میرا

عشقِ طیبہ میں الٰہی مرے یوں ہوش گمیں
ذہن میں میرے رہے کچھ بھی نہ تیرا میرا

کاش تقدیر میں ہو در بدری طیبہ کی
در پہ سرکار کے ہر روز ہو پھیرا میرا

نغمۂ کوچ کے بدلے ہو مرے لب پر نعت
جب کہ دنیا سے اُکھڑنے لگے ڈیرا میرا

آپ کے ذکر سے دلچسپ ہو شامِ صابرؔ
آپ کے نام سے روشن ہو سویرا میرا

۱۵/نومبر ۲۰۰۵ء

ذکر ہونا چاہیے اب سیدِ ابرار کا
اے مسیحا! وقت آخر آگیا بیمار کا

خواب میں ہو جائے نظارہ رُخِ سرکار کا
ہے بڑا ارمان آقا طالبِ دیدار کا

ہو گیا بدبخت جو شاتم شہہِ ابرار کا
مستحق ہو ہی گیا بے شک عذاب نار کا

اور کیا مانگوں، وہی کافی ہے بخشش کے لیے
ایک ذرہ مل سکے جو آپ کی پیزار کا

مت الجھ، بے کس سمجھ کر گردش ایام! دیکھ
میں بھی ہوں اک نام لیوا احمد مختار کا

چاہے پڑھ لو چاہے سُن لو دونوں ہیں کار ثواب
جائے گا ضائع نہ سُننا نعت کے اشعار کا

مصطفےٰ ﷺ کا مرتبہ کم کرنے والا بالیقیں
آخرت میں مستحق ہو گا خدا کی مار کا

گالیوں کے بدلے کی، ایمان کی دولت عطا
ہے یہ اک پیارا نمونہ آپ کے کردار کا

اس لیے بھی آپ ٹھہرے رحمت اللعلمین
اُلفت و اخلاق سے بدلہ دیا تلوار کا

کفش دوزانِ نبی میں نام آجاتا مرا
مجھ کو مل جاتا جو موقع خدمتِ سرکار کا

حضرت نوری میاں کا قول صابر یاد رکھ
''دونوں عالم پر ہے قبضہ احمد مختار کا''

۱۳ر دسمبر ۲۰۰۵ء

یارب! تو مجھ کو ایسا شیدا بنا نبی کا
سر پر رکھوں ہمیشہ میں نقشِ پا نبی کا

معلوم اس سے ہوتا ہے مرتبہ نبی کا
وہ ہو گیا خدا کا، جو ہو گیا نبی کا

اس شان سے ہو ذاکر! اب تذکرہ نبی کا
محفل سے شور اُٹھے، صلِّ علیٰ نبی کا

ہے ذکرِ خیر عالم میں جابجا نبی کا
ممنون ہے زمانہ ، بے انتہا نبی کا

بس اس عمل پہ ہوں میں امید وار بخشش
کرتا ہوں ذکرِ اقدس صبح و مسا نبی کا

عاصی کو حشر کے دن ، آفات سے بچانا
دیتا ہوں تجھ کو یارب! میں واسطہ نبی کا

منہ دیکھتے نہیں وہ، جھولی کو دیکھتے ہیں
سب کے لیے کھُلا ہے، بابِ عطا نبی کا

زلف نبی کی خوشبو لاکر مجھے سنگھا دے
ہوں میں بھی نام لیوا بادِ صبا نبی کا

حاجات سائلوں کی، ہو جائیں پوری تب بھی
رکتا نہیں عطا سے، دست سخا نبی کا

بالکل نہ ہو ہراساں طوفاں میں ہے جو کشتی
تو دیکھ نام لے کر اے نا خدا! نبی کا

قسمت پہ میری صابرؔ شاہوں کو بھی حسد ہے
محروم ہیں وہ اس سے میں ہوں گدا نبی کا

۱۵؍نومبر ۲۰۰۵ء

اے چارہ گرو! میں تو ہوں بیمار نبی کا
ہو جاؤں گا اچھا جو ہو دیدار نبی کا

رکھنا مجھے اللہ! وفادار نبی کا
تا عمر رہوں دل سے گرفتار نبی کا

اغیار کے شر سے اسے اللہ بچائے
کِھلتا رہے پھلتا رہے گلزار نبی کا

دانائی سے لیتا ہے سبق اس کی زمانہ
غافل نہیں ہوتا کبھی میخوار نبی کا

کُل اہل زمانہ اُسے آنکھوں پہ بٹھائیں
اپنا کے تو دیکھے کوئی کردار نبی کا

سو بار اگر شکر خدا کرتا ہے مومن
تو نام بھی لیتا ہے وہ دس بار نبی کا

دائم رہے سرکار کی اُلفت مرے دل میں
یارب! میں ہمیشہ رہوں سرشار نبی کا

کچھ لوگ مجھے کہتے ہیں دیوانۂ طیبہ
ہاں اہل خرد کہتے ہیں ہشیار نبی کا

حامی ہیں نبی اس کے تو اللہ بھی راضی
جو شخص ہوا دل سے طرفدار نبی کا

نادار سہی، بے کس و محتاج نہیں ہوں
میں سائلِ مجبور ہوں مختار نبی کا

صابر کی تمنا ہے کہ رویا میں ہی دیکھے
دربارِ ضیابار گہر بار نبی کا

۳۱ر جولائی ۲۰۰۵ء

احسان مان انساں! دِل سے مرے نبی کا
جن سے مِلا جہاں کو پیغام آشتی کا

غم کس لیے کرے وہ ، اسباب کی کمی کا
سائل ہے جو مدینے کے مصطفٰے ﷺ سخی کا

ہے فکر سب کو اپنی ، کوئی نہیں کسی کا
ایسے میں آسرا ہے سرکار! آپ ہی کا

اللہ کا کرم ہے ، سرکار کی وِلادت
موقع نہیں ہے کوئی، اس سے بڑی خوشی کا

اب تو مجھے دکھا دے، یا رب جمالِ احمد
سانسیں اُلٹ رہی ہیں، عالم ہے بیکسی کا

باب السلام سے تو بابِ بقیع تک آ
دیکھے گا گھر میں رب کے ہی ہے مکاں نبی کا

اللہ! ایسا جامِ حُبِّ نبی پلا دے
جس کا مرے دہن میں ہو ذائقہ نہ پھیکا

مقسوم کر دے یا رب! طیبہ کا آب و دانہ
کچھ بھی نہیں بھروسہ صابر کی زندگی کا

۱۸/نومبر ۲۰۰۵ء

رب تعالیٰ جس کا ناصر ہو گیا
وہ درِ آقا پہ حاضر ہو گیا

کیا کرم تجھ پر یہ صآبر ہو گیا
نثر لکھتے لکھتے شاعر ہو گیا

بے زرو بے پر کی قسمت جاگ اُٹھی
حاضری کا حکم صادر ہو گیا

کیوں نہ ہر اک گام شکر رب کروں
میں مدینے کا مسافر ہو گیا

اب کوئی بھی آرزو باقی نہیں
روضۂ اطہر کا زائر ہو گیا

جاں کنی کا وقت ہے دیدار ہو
اب تو آقا وقت آخر ہو گیا

روضۂ اطہر پہ جو قُرباں ہوا
باغ جنّت کا وہ طائر ہو گیا

کس طرح ہو، اس کرم کا شکر یہ
حاضری کا حکم اب پھر ہو گیا

پھر سے آقا نے طلب فرما لیا
پھر کرم اک بار صآبر ہو گیا

۲۷ر جولائی ۲۰۰۵ء

غفلتوں کا اپنی ہوگا کیا جواب
حشر میں ہونا پڑے گا لا جواب
دستگیری کیجیے میری حضور!
بند ہونے کو ہو جب میرا جواب
قبر میں آسان ہوں مجھ پر سوال
دے سکوں ہر ایک کا سیدھا جواب
آپ پر نازل ہوا ایسا کلام
لا سکی جس کا نہ یہ دنیا جواب
جب کسی گستاخ نے بکواس کی
ربّ اکبر نے دیا اُس کا جواب
لاکھ سجدوں میں کرے کوئی دُعا
بے وسیلہ مل نہیں سکتا جواب
اُس پیمبر کا ہے صابرؔ اُمّتی
انبیا میں بھی نہیں جس کا جواب

۲۵/اگست ۲۰۰۵ء

مجھ پر گرا کوہِ الم، مہرِ عجم ماہِ عرب! لِلّٰہ اے آقا! کرم مہرِ عجم ماہِ عرب!

ہوں ملتجی با چشمِ نم، مہرِ عجم ماہِ عرب! رکھ لیجیے میرا بھرم، مہرِ عجم ماہِ عرب!

دین خدائے پاک کی، ہے آپ ہی سے روشنی ماہ عرب مہر عجم، مہرِ عجم ماہِ عرب!

ہے جان پر میری بنی، ہو دستگیری یا نبی گھیرے ہیں مجھ کو رنج وغم، مہرِ عجم ماہِ عرب!

سب آپ کی خاطر بنے سب دیکھے بھالے آپ کے عرش بریں لوح و قلم، مہرِ عجم ماہِ عرب!

مطلب رہے صرف آپ سے، سرمایہ جاں ہوں مرے بس آپ کے نقش قدم، مہرِ عجم ماہِ عرب!

اقوام کے ہیں مقتدا، عالم کے بھی ہیں پیشوا میرے نبیِ محترم، مہرِ عجم ماہِ عرب!

نزدیک ہے تاریک گھر کیسے وہاں ہوگی بسر ساماں نہیں کچھ بھی بہم، مہرِ عجم ماہِ عرب!

در پر ہے صابرؔ بے نوا رُک رُک کے دیتا ہے صدا

وا کیجیے بابِ کرم، مہرِ عجم ماہِ عرب!

۲۲ / اگست ۲۰۰۵ء

صاحبِ لو لاک بھی ہیں،شاہِ بحرو بر بھی آپ!
دستگیرِ بے کساں بھی، شافعِ محشر بھی آپ!
اوّلین و آخریں کے ہادی و رہبر بھی آپ!
اہل محشر کا سہارا، ساقیِ کوثر بھی آپ!
ابنِ آدم ، آدمیوں میں مگر افضل ترین
آلِ اسمٰعیل سے ذیشان پیغمبر بھی آپ!
آپ ہی کے نور سے ہے آفرینش خلق کی
انبیا و مرسلیں کے خاتم و سرور بھی آپ!
دو جہاں کی دولتوں پر آپ کا ہے اختیار
جس کا منگتا قیصرِ کسریٰ ہو وہ قیصر بھی آپ!
بادشاہوں پر، حکومت، حاکموں کے بادشاہ
ناتوان و مُفلس و مجبور کے یاور بھی آپ!
حاملِ قرآن بھی ہیں، سرورِ کُل جن و اِنس
ہے یقیں میرا حبیب خالق اکبر بھی آپ!
آپ ہی تو ہوں گے آقا شافعِ یوم النشور
تشنہ کاموں کو عطا فرمائیں گے ساغر بھی آپ!

کون سے منھ سے کہے صابر کہ میں ہوں آپ سا
جسم بے سایہ کے مالک نور کے پیکر بھی آپ!

۲ر ستمبر ۲۰۰۵ء

ہے تمنا ایسی لکھوں ، سیّدِ عالم کی نعت
جھوم اُٹھے سُن کے دنیا ، سیّدِ عالم کی نعت

جو پڑھے گا یا سُنے گا سیّدِ عالم کی نعت
ہوگی بخشش کا وسیلہ ، سیّدِ عالم کی نعت

بالیقیں ہے شغل اچھا ، سیّدِ عالم کی نعت
ہے ذریعہ قرب رب کا ، سیّدِ عالم کی نعت

نامۂ اعمال میں ہوں نیکیاں ہی نیکیاں
اے قلم میرے لکھے جا ، سیّدِ عالم کی نعت

قبر میں بھی حشر میں بھی ، پائے گا توقیر وہ
شغل جس کا ہے ہمیشہ ، سیّدِ عالم کی نعت

باعث خوشنودیِ محبوب رب ہیں ، یہ سبھی
لکھنا پڑھنا اور سُننا ، سیّدِ عالم کی نعت

ذہن میں الجھن ہو تو ، آسودگی دیتی ہے یہ
دل کو کرتی ہے مجلّٰی ، سیّدِ عالم کی نعت

جسم خاکی سے مِرے ، جب روح کی پرواز ہو
دوستو اس وقت پڑھنا ، سیّدِ عالم کی نعت

وجد میں آجائیں سُن کر ، جن و انسان و ملک
میں لکھوں ایسی خدایا ، سیّدِ عالم کی نعت

اس سے خوش اللہ ہے ، راضی رسول پاک بھی
جس کا ہر دم ہے وظیفہ ، سیّدِ عالم کی نعت

جب کہیں پڑھتا ہے کوئی لحنِ داؤدی کے ساتھ
دل کو دیتی ہے مزہ کیا ، سیّدِ عالم کی نعت

کیفِ ذکرِ مصطفٰے ﷺ شامل ہے اس میں اس لیے
جھومتی ہے سُن کے دنیا ، سیّدِ عالم کی نعت

ہے توقع یہ بھی صابرؔ حشر کے دن خیر سے
قبر سے پڑھتا اُٹھے گا ، سیّدِ عالم کی نعت

۴ر ستمبر ۲۰۰۵ء

جگر کو قلب کو دیتی ہے راحت آپ کی چوکھٹ
ہمارے واسطے ہے بابِ جنت آپ کی چوکھٹ
جبینوں کو عطا کرتی ہے عظمت آپ کی چوکھٹ
سروں کو بخشتی ہے شانِ رفعت آپ کی چوکھٹ
دعائیں دیتے ہیں محتاج سائل بھیک لے لے کر
قیامت تک رہے آقا! سلامت آپ کی چوکھٹ
بشر تو پھر بشر، اس جا ملائک سر جھکاتے ہیں
خدا شاہد ہے، وہ رکھتی ہے عظمت آپ کی چوکھٹ
وہ منگتے جن کی حاجت کے لیے بس آپ کا در ہے
شہا! ان کے لیے بیشک ہے نعمت آپ کی چوکھٹ
زمانے بھر کے ٹھکرائے ہوؤں کی آس ہے، یہ در
بنی ہے مرکز جود و سخاوت آپ کی چوکھٹ
ہو جس سر کا مقدر، اس کی عظمت کون سمجھے گا
مرے سرکار و آقا جانِ رحمت! آپ کی چوکھٹ
نہ کیوں آنکھیں ملیں اس پر نہ کیوں چومیں عقیدت سے
یقیناً آپ سے رکھتی ہے نسبت آپ کی چوکھٹ
زمانہ لاکھ روکے حاضری سے رک نہیں سکتا
ہے قسمت میں اگر صابر کی حضرت! آپ کی چوکھٹ

۶ ستمبر ۲۰۰۵ء

ہائے گذری زندگی کیسی عبث — جو کمائی کی، گئی ساری عبث

کرتا ہے اب گریہ و زاری عبث — تو نے طیبہ کی گلی چھوڑی عبث

کچھ دکھاوا، کچھ طمع، کچھ بے دلی — زندگی میں جو عبادت کی، عبث

جس کا اک حصہ نہ ہو عشقِ نبی — زندگی ہر گز نہ ہو ایسی عبث

وائے خوفِ رَب نہ کچھ شرمِ رسول — تُف ہے ایسی زندگی پر تھی عبث

کھیل میں گذری تھی کچھ، کچھ خواب میں — زندگی یہ بھی عبث وہ بھی عبث

چھوڑ کر ذِکرِ نبی کرتا رہا — کام بھی بے کار، باتیں بھی عبث

یاد طیبہ دِل میں تھی، دل ہند میں — زندگی کچھ کامراں کچھ تھی عبث

فضل کر صآبر پہ یارب! جو کہ ہے
علم و عشق و زہد سے عاری، عبث

۸/ستمبر ۲۰۰۵ء

عرش اعظم پہ گئے وہ ، یہ تھی ان کی معراج
سبز گنبد کی زیارت ہے ، ہماری معراج

ان سے پہلے نہ کسی کو ہوئی ایسی معراج
میرے سرکار پہ تھی ، فضلِ الٰہی معراج

لامکاں رس کی تھی ، دیدار الٰہی معراج
اُن کے ناموس پہ مٹ جانا ہے اپنی معراج

خواب ہی میں سہی ، میں چوم لوں جو اُن کے قدم
میں کہوں گا کہ ، ہوئی مجھ کو انوکھی معراج

کب حضوری میں بہ اخلاص پڑھوں گا میں سلام
یہ ہے معراج مری ، کب مجھے ہوگی معراج

جب کف پائے محمد ﷺ سے ملی تھیں آنکھیں
حضرت روحِ امیں کو بھی ہوئی تھی معراج

دیدِ مقصورۂ روضہ سے تڑپ بڑھ جائے
مومنو! یہ ہے، غلامانِ نبی کی معراج

وہ بھی عیدیں ہیں کہ ہے جن کا تعلق دن سے
شب کی یہ عید ہے اے دوستو! یعنی معراج

در پہ سرکار کے صابر میں رہا ہوں حاضر
ہر مسلماں کے مقدر میں ہو ایسی معراج

۹ر ستمبر ۲۰۰۵ء

غمزدہ، عاجز، حزیں، بے کار، ہیچ
حاضرِ دربار ہے ، لاچار ہیچ

دل بھی ہے کمزور، جسمِ زار ہیچ
دوسرا مجھ سا نہیں بیمار ہیچ

جانتے ہیں آپ، ہوں نادار ہیچ
دل شکستہ، بے سہارا، زار، ہیچ

آپ مِن جانبِ خدا ، مختارِ کُل
اور میں ہوں ، اے مرے سرکار! ہیچ

ایک عالَم اس پہ ہے حیرت کُناں
ہے غلام سیّد ابرار ہیچ

جس نے طیبہ کی بہاریں دیکھ لیں
کیوں نہ سمجھے خلد کے گلزار ہیچ

اُن کے در کی بھیک جس کو مل گئی
اُس کے آگے اغنیا، زردار ہیچ

بارِ عصیاں ہائے طاقت سے فزوں
نیکیوں کی ہے مگر مقدار ہیچ

ترجمانِ قلب ہیں صابر مگر
دیکھنے میں ہیں مرے اشعار ہیچ

۱۰؍ستمبر ۲۰۰۵ء

خوش نما ہیں کیا مدینے کے نواح
نور ہے بکھرا ، مدینے کے نواح

جس نے بھی دیکھا ، مدینے کے نواح
کیف تھا چھایا ، مدینے کے نواح

دیکھ لیتے ہیں ، جو اہل اللہ ہیں
نور کا ہالہ ، مدینے کے نواح

حاجیو! کچھ وقت مل جائے اگر
گھوم پھر لینا مدینے کے نواح

اِن کی عظمت کے سبب موجود ہیں
حضرت حمزہ ، مدینے کے نواح

رکعتیں پڑھ دو قبا میں ذوق سے
پائے گا عمرہ ، مدینے کے نواح

دامن کوہِ اُحد میں روز دیکھ
لگتا ہے میلہ ، مدینے کے نواح

یاں بھی ہے ایذا دِہی کارِ حرام
ہیں حرم گویا ، مدینے کے نواح

مت سمجھ ان کو ، مدینے سے الگ
اس کا ہیں حصّہ ، مدینے کے نواح

صاؔبر عاصی کو اب تک یاد ہے
لطف جو پایا ، مدینے کے نواح

۱۱ر ستمبر ۲۰۰۵ء

اک بار دیکھا ، جس نے بھی شاہِ زمن کا رُخ
بھایا ، اُسے کبھی نہ کسی سیم تن کا رُخ

جس نے ریاضِ جنّتِ طیبہ کی سیر کی
کیوں بہرِ سَیر وہ کرے صحنِ چمن کا رُخ

ہو جائے گی قبول دُعا ، کرکے دیکھیے
بہرِ وسیلہ بار گہہِ پنجتن کا رُخ

طیبہ میں چاہیے کہ نہ گھر بار یاد آئے
ہر گز نہ ہو خیال میں فرزند و زن کا رُخ

زائر! چھٹے گا کیسے بتا مصطفےٰ ﷺ کا در
کس دل سے تو کرے گا حرم سے وطن کا رُخ

اصحاب مصطفےٰ ﷺ کو جو ملتا ذرا فراغ
کرتے تھے شاہِ دیں کی حسیں انجمن کا رُخ

سرکار کو نواسوں سے اس درجہ پیار تھا
گہہ سونگھتے حسین کا رُخ گہہ حسن کا رُخ

واقف ہیں جو کہ نکہتِ زلفِ رسول سے
خوشبو کے واسطے نہ کریں گے ، ختن کا رُخ

دیتا ہوں تجھ کو آل محمد ﷺ کا واسطہ
یارب نہ میری سمت ہو رنج و محن کا رُخ

روشن ہے قلب اُس دُرِ دنداں کے نور سے
صابر کروں میں کس لیے شہرِ عدن کا رُخ

۱۲ر ستمبر ۲۰۰۵ء

آتی ہے ، یہ آقا کی بہت شانِ کرم یاد
طیبہ میں نہیں آئے ، زمانے کے ستم یاد

طیبہ کی فضاؤں کو سدا کرتے ہیں ہم یاد
ہم کو بھی کبھی کیجیے ، یا شاہِ امم! یاد

لے آئی ہے ، قسمت مجھے قدموں میں نبی کے
اب کوئی خوشی یاد ہے ، مجھ کو نہ الَم یاد

ہیں گنبد و مینار سبھی نور کے پیکر
آتا ہے بہت مجھ کو ، مدینے کا حرم یاد

بیمار دلوں کی ہے دوا ، ان کی محبت
ہو یاد نبی دل میں ، تو رہتے نہیں غم یاد

ہے فکر اُنہیں ، بخشش امت کی ہمہ دم
کرتی ہے مگر اُمّت عاصی انہیں کم یاد

جنّت کے خیاباں میں ہوں مصروفِ عبادت
سرکار کے نزدیک ہوں ، کیوں آئے اِرم یاد

بہتر ہے کہ گھر میں رہے نعلین کا نقشہ
جب دیکھو گے ، آجائیں گے آقا کے قدم یاد

اللہ نے والّیل کہا پیار سے صابؔر
کیا تجھ کو نہیں زلف معنبر کی قسم یاد

۱۶ستمبر ۲۰۰۵ء

اے زائرِ دربار نبی! فضل خُدا ڈھونڈ
سرکار کی، سرکار کے مالک کی رضا ڈھونڈ

مایوسِ شفا! آ تجھے اک نسخہ بتا دوں
ہو خاک شفا جس میں ملی ایسی دوا ڈھونڈ

حالات سُنے ہوں گے بہت خلد بریں کے
مسجد میں محمد ﷺ کی ہے جنّت کی فضا، ڈھونڈ

آیا ہے مدینے میں تواب اتنا بھی کرلے
مل جائے تو سرکار کے قدموں میں قضا ڈھونڈ

سر کار کے دربار میں موجود ہے ہر شے
جس چیز کی حاجت ہو تجھے اُس کو ذرا ڈھونڈ

شاید کہیں مل جائے جبیں کے لیے مامن
اس خاک پہ، سرکار کا نقش کف پا ڈھونڈ

جاتا تو ہے، آقا کی طرف بہر گزارش
قرآن میں، پہلے مگر الفاظ ثنا ڈھونڈ

محشر کی کڑی دھوپ سے بچنے کی ہو صورت
واللیل کا فیضان ہو جس میں وہ گھٹا ڈھونڈ

صابرؔ سبھی سرکار سے مل جائے گا لیکن
حکمت کے خزانے میں گناہوں کی دوا ڈھونڈ

۱۸ر ستمبر ۲۰۰۵ء

قسمت کسی کی ہوتی ہے بیدار شاذ شاذ
ہوتی ہے دید احمدِ مختار شاذ شاذ

ہوتا ہے نخلِ زیست ، ثمر بار شاذ شاذ
ہوتا ہے روبرو ، درِ سرکار شاذ شاذ

فردوس کے جمال کا ، دنیا میں کیا جواب
لیکن ہے ، صرف طیبہ کا گلزار شاذ شاذ

تھا مُشرکینِ مکّہ کو بھی ، جس کا اعتراف
ایسا ، جہاں میں ہوتا ہے کردار شاذ شاذ

غم خانے میں مرے ، کبھی تشریف لایئے
ہوتا تو ہے یہ گرچہ ہو سرکار! شاذ شاذ

سائل کھڑا ہے درپہ ، تمنا میں دید کی
کرتے تھے لوگ پہلے بھی دیدار شاذ شاذ

کس دین پر ہے ، یہ تو بتا ذاکرِ خدا
کرتا ہے ذکر سیّد ابرار شاذ شاذ

راحت رساں ہیں ، ارضِ مدینہ کے روز و شب
لگتا یہاں کسی کو ہے آزار شاذ شاذ

صابرؔ خدا کا شکر ہے، مشکل زمین میں
نکلے ہیں ، میرے ذہن سے اشعار شاذ شاذ

۲۰ر ستمبر ۲۰۰۵ء

حسیں ، ذیشان ، پیارا پیارا گلزار
دکھا دے ، یا خدا ! طیبہ کا گلزار

نہیں دونوں جہاں میں ، ایسا گلزار
ہے گلزارِ جناں سے عمدہ گلزار

ہر اک گلزار ہے بیگانہ گلزار
مدینے میں مگر ہے ، اپنا گلزار

نظر میں ارضِ طیبہ کھُب گئی ہے
نہیں اب کوئی مجھ کو بھاتا گلزار

مرا ایقان ہے ، روے زمیں پر
نہیں ہے ، کوئی بھی طیبہ سا گلزار

نہیں ہوتا ، کوئی بے خار گلشن
ہے طیبہ کا مگر پاکیزہ گلزار

بہت ڈھونڈا، مگر جبریل نے بھی
نہ پایا دو جہاں میں ایسا گلزار

خزاں ، ہر گلستاں کا ہے مقدّر
مدینے کا رہے گا تازہ گلزار

نہ دیکھا جس نے ، اُس نے کچھ نہ دیکھا
مرے پیارے نبی کا پیارا گلزار

نبی کی مسجدِ اقدس کے اندر
بڑا پُر کیف ہے جنّت کا گلزار

تصور میں بسے ہیں دونوں صابرؔ
نبی کا شہر ہو یا اُن کا گلزار

۲۱ر رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۶ر اکتوبر ۲۰۰۵ء

ہے فخرِ روز گار ، مرے مصطفٰے کا در
جنت کی رہ گذار ، مرے مصطفٰے کا در

سچ مُچ ہے شاندار ، مرے مصطفٰے کا در
عالم کے شہر یار ، مرے مصطفٰے کا در

چھوڑے نہ زینہار ، مرے مصطفٰے کا در
جو دیکھے ایک بار ، مرے مصطفٰے کا در

مرجع رہا ہے ، اہلِ محبت کا ہر زماں
محبوبِ کردگار ، مرے مصطفٰے کا در

تاراجیِ خزاں سے رہے دور اے خدا!
گلزارِ پُر بہار ، مرے مصطفٰے کا در

یارب! ہر ایک مومنِ عاشق کو ہو نصیب
با چشمِ اشکبار ، مرے مصطفٰے کا در

ہمدم! نہ مجھ سے کوئی بھی دنیا کی بات کر
پیشِ نظر ہے یار مرے مصطفٰے کا در

ناقص یہاں پہ ہوتے ہیں کامل بفضلِ رب
ایسا ہے پختہ کار ، مرے مصطفٰے کا در

صابرؔ وہاں پہ ملتا ہے بے چین کو سکون
ہر دل کا ہے قرار، مرے مصطفٰے کا در

ﷺ

۲۳؍رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۸؍اکتوبر ۲۰۰۵ء

ہو گئے لب جنّتی ، دیوارِ روضہ چوم کر
بڑھ گیا تلووں کا رُتبہ ، خاکِ طیبہ چوم کر

ایک میں ہی تو نہیں آیا ہوں تنہا ، چوم کر
پا رہا ہے فیض عالم ، در نبی کا چوم کر

کچھ نہیں حاصل ہوا بامِ ثریا چوم کر
ہاں مِرا رتبہ بڑھا خاک مدینہ چوم کر

جسم سے جب چھوگئی ، تو کھِل گئی دل کی کلی
آئی ہے شاید صبا ، وہ آستانہ چوم کر

ایک ہی درماں دلِ بیمار کا ہے ، اے طبیب!
کر دُعا ، اُس خاکِ پاکا کوئی ذرّہ چوم کر

ق

چاہتا ہوں چومنا جب ، شوق سے بابِ بقیع
پوچھتا ہے شیخ مجھ سے ، کیا ملے گا چوم کر

کیا خبر اُس کو ، ہے کیا جوشِ عقیدت کا مآل
کچھ تو ہے ، جو جا رہی ہے ساری دنیا چوم کر

اے مسلماں! کیسے ہوگا دین و دنیا میں بھلا

رکھ دیا جُزدان میں ، قرآں کا پارہ چوم کر

واسطے امراضِ لا درماں ، دعا کرکے تو دیکھ

قطعۂ خاک شِفا کا کوئی حصہ چوم کر

کرلیا ، صابؔر نے اپنے رنج و غم کا خود علاج

نقشۂ نعلین ، پیارے مصطفٰے ﷺ کا چوم کر

۲۷/رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ مطابق یکم نومبر ۲۰۰۵ء

تیرے عاشق سارے مسلماں، میرے نبی کے روضۂ انور!
نور لے تجھ سے مہرِ درخشاں، میرے نبی کے روضۂ انور!

جانبِ مغرب تجھ سے لگی ہے، باغِ جناں کی دلکش کیاری
لیکن تو ہے اُس سے نمایاں، میرے نبی کے روضۂ انور!

قلب میں تیرے ہی رہتے ہیں، رحمت عالم، مالک جنّت
پاس میں ہے جنّت کا خیاباں، میرے نبی کے روضۂ انور!

جنّت کی نزدیکی ہونا یہ معمولی بات نہیں ہے
گویا تو ہے خلد بداماں، میرے نبی کے روضۂ انور!

اور نہیں ہے تجھ سا گلستاں، ملکوں ملکوں ہم نے ڈھونڈا
باغِ اِرم بھی تجھ سے پشیماں، میرے نبی کے روضۂ انور!

تیرے جلووں کی جگمگ سے، زائر کی آنکھیں خیرہ ہیں
تکتا ہے بس دیدۂ حیراں، میرے نبی کے روضۂ انور!

لاکھ سے زائد ہر دن آتے، تیری زیارت کر کے جاتے
ہیں یہ فرشتے تیرے نگہباں، میرے نبی کے روضۂ انور!

دل میں جو جذبات ہیں میرے، ڈھل تو گئے اشعار میں لیکن
کب ہیں تیری شان کے شایاں، میرے نبی کے روضۂ انور

صابرؔ تیری دید کا خواہاں، ہو جائے تو بات بڑی ہے
جانِ مدینہ، نورِ فراواں، میرے نبی کے روضۂ انور!

۲۸ رجولائی ۲۰۰۵ء

مسلماں! یہ نادیدہ زُنّار توڑ
ہے مومن اگر ، دل کا پندار توڑ

سپر عشق احمد ہے تلوار توڑ
اُٹھا اور باطل کا ہر وار توڑ

گرا دے اِسے ، کر دے مسمار ، توڑ
حدیثوں سے نفرت کی دیوار توڑ

وہ جب جب بھی جوڑے ، تو ہر بار توڑ
جُڑے ہیں جو شیطان سے تار توڑ

درود شفا پڑھ کے آزار توڑ
نہ گھبرا ، مرض ہے اگر لا دوا

فرشتے کریں گے بہت مار توڑ
اگر قبر میں ، اُن کو جائے گا بھول

عہد کو نہ ہرگز خبردار توڑ
ہے ایفائے وعدہ ، طریق نبی

نبی سے تعلق نہ زنہار توڑ
مسلسل پڑھے جا درود و سلام

لکھی ہے یہ صابر نے نعت اس لیے
عذابوں کی ہیں اس کے اشعار توڑ

۲۴؍ستمبر ۲۰۰۵ء

تو ہے ، بیشک مرکزِ ملّت حجاز! تجھ پہ ہے ، اللہ کی رحمت حجاز!

تجھ پہ ہے ، سرکار کی تُربت حجاز! تجھ میں ہے ، اک حصّہِ جنّت حجاز!

تیری ارض پاک پر بیت العتیق اس سے ظاہر ہے تری عظمت حجاز!

چشمہِ زم زم ہے تیری گود میں جو ہے دنیا کے لیے نعمت حجاز!

تیرے ہی پہلو سے پھیلا تھا وہ نور جس سے عالم کی مٹی ظلمت حجاز!

خاک پر ہو تیری پیشانی مری ہے یہی اک بار پھر حسرت حجاز!

عالم اسلام کا مرجع ہے تو تجھ سے ہے اسلام میں وحدت حجاز!

کر رہا ہے جان کر کارِ ثواب لکھ رہا ہے جو تری مدحت حجاز!

کاش پھر صابر ہو تجھ پر سجدہ ریز

دے اسے اک بار پھر دعوت حجاز!

۲۵ر ستمبر ۲۰۰۵ء

نہیں ہے یادِ رب ، تو زندگی ژاژ[۱] نہیں عشق نبی تو ، آدمی ژاژ[۲]
نبی کی شان میں ، جس نے بکی ژاژ[۳] جہنم کی طرف لے جائے گی ژاژ[۴]
عداوت میں نبی کی ، بو لہب نے کہی جو بات بھی ، بالکل کہی ژاژ[۵]
درودِ پاک سے غافل مگس ہو تو ہو جائے عَسل کی چاشنی ، ژاژ[۶]
کہے کوئی نبی کو اپنے جیسا یہی تو ہے ، یہی تو ہے یہی ژاژ[۷]
کرو عقبیٰ کی تیّاری کہ دنیا گل خنداں کبھی ہے ، ہے کبھی ژاژ[۸]
نہ کر بکواس تو شانِ نبی میں منافق سُن لے ہے عادت بُری ژاژ[۹]
ہے کم گوئی پسند حق تعالیٰ مناسب ہو نہیں سکتی کبھی ژاژ[۱۰]

لکھے صابر فقط نعتِ محمد ﷺ
خدایا! ہو نہ اس کی شاعری ژاژ[۱۱]

۲۶ر ستمبر ۲۰۰۵ء

---

۱ تا ۳ بےہودہ ۴ بےہودہ بات ۵ لغویات ۶ بدمزہ ۷ بےہودہ گوئی
۸ اونٹ کٹارا ۹ بے فائدہ بات ۱۰ بےہودہ بات ۱۱ بیہودہ

اہلِ ثروت کو ہے ، اُن سے دنیوی دولت کی آس
ہے غلاموں کو مگر سرکار سے رحمت کی آس

کفر کی یلغار میں ہے ، قوم کو نصرت کی آس
لَو لگی ہے آپ ہی سے ، آپ ہیں اُمت کی آس

آپ سے دوری ہے ذلّت، کس کو ہے ذلّت عزیز
حاضریِ در ہے عزّت، مجھ کو ہے عزت کی آس

کیا مدینہ ہو کے آئی ہے ، تو اے بادِ صبا!
ہم لگائے بیٹھے ہیں ، اُس زُلف کی نکہت کی آس

آپ سے ہے شافعِ محشر! شفاعت کی امید
ٹوٹنے پائے نہ آقا! آپ کی اُمّت کی آس

نام تو ہیں بابِ جبریل امیں ، بابِ بقیع
ہیں مگر یہ آپ کے در ، ہے یہیں نعمت کی آس

رشکِ گلزار جناں طیبہ میں حاضر ہو گیا
میری منزل ہے یہی، میں کیوں کروں جنّت کی آس

آپ کے قدموں میں سر رکھنا ہے معراج بشر
مجھ کو بھی ہے اے رسولِ پاک! اس رِفعت کی آس

سوچتا ہوں ، سامنا کرنے کے میں قابل نہیں
ورنہ ہر مومن کو ہے ، دیدِ رُخِ حضرت کی آس

آستاں پر حاضری کے واسطے بے چَین ہے
ایک مدّت سے ہے صابرؔ کو شہا! دعوت کی آس

۴/اکتوبر ۲۰۰۵ء

سامنے رہتا اُن کا در اے کاش
ہوتا طیبہ میں میرا گھر اے کاش

ہوتا چاہت میں یہ اثر اے کاش
اُن کے قدموں پہ ہوتا سر اے کاش

اُن کی چوکھٹ کو چوم کر اے کاش
میں مدینے میں جاتا مر اے کاش

زندگی ہوتی یوں بسر اے کاش
ہوتا طیبہ میں دربدر اے کاش

گنبدِ سبز سامنے ہوتا
اُس پہ رہتی مری نظر اے کاش

خود کو پاتا نبی کے قدموں میں
ہوتی ایسی بھی اک سحر اے کاش

ہو جگہ میری اُن کے دامن میں
حشر میں ہو نہ کوئی ڈر اے کاش

اُڑ کے اک روز طیبہ جا پہنچوں
دے دے اللہ مجھ کو پر اے کاش

اُن کا دامن نہ ہاتھ سے چھوٹے
جاؤں جنت میں بے خطر اے کاش

جالیوں پر نبی کے روضے کی
ہوں فِدا یہ دل و جگر اے کاش

رہ گئی ہے جو زندگی صابرؔ
وہ مدینے میں ہو بسر اے کاش

۵/اکتوبر۲۰۰۵ء

غلامانِ نبی سے رکھیے اِخلاص
محبت ہے نبی کی اُن سے اِخلاص

ترقی پائے گا کچھ ایسے اِخلاص
عداوت کے بجائے رکھیے اِخلاص

زمانہ آ کے سیکھے تجھ سے اخلاص
نبی کا سیکھ لے اے بندے! اِخلاص

کہاں تھا مصطفٰے ﷺ سے پہلے اِخلاص
جہاں بھر کو ملا اُس در سے اِخلاص

جہاں میں کوئی ہو کتنا بھی مُخلص
نہیں ہے مصطفٰے ﷺ سے بڑھ کے اخلاص

وہی ہے سُنّت آقا پہ عامل
جو دشمن سے بھی رکھے دل سے اِخلاص

نہیں اخلاص سے جس کو علاقہ
رکھے گا اُس سے صابر کیسے اخلاص

یکم رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ مطابق ۶/ اکتوبر ۲۰۰۵ء

سارے جہاں نے پایا ہے ، شاہِ ہدیٰ کا فیض
ہر سو ہے جا بجا ہے ، مرے مصطفٰے ﷺ کا فیض

دنیا میں کس جگہ نہیں ، شمس الضحیٰ کا فیض
یہ دھوپ ، چاندنی ہے سب اُن کی ضیا کا فیض

ایسا ہُوا مدینے کی ٹھنڈی ہوا کا فیض
جیسے تھا یہ رسول ﷺ کے دارالشفا کا فیض

تاریکی لحد میں ضیائیں کہاں کی ہیں
لاریب یہ اُجالا ہے بدر الدجیٰ کا فیض

تپتی زمیں پہ جب نہ ملے گا کسی کو چین
محشر میں دے گا سایہ نبی کی وِلا کا فیض

نادار و ناتواں ہوئے عالم پہ حکمراں
یہ تھا جنابِ ختمِ رُسُل ﷺ کی دعا کا فیض

ذرّے بنے زمین سے اُٹھ کر نجوم و ماہ
جن کے نصیب میں تھا حبیب خدا کا فیض

معصومیت کی برکتیں، بچپن کے معجزات
یہ تھا حلیمہ دائی کو خیرالوریٰ کا فیض

صابرؔ ہے میرے شعروں میں عظمت رسول ﷺ کی
ہے غالباً یہ حضرت احمد رضا کا فیض

سوم رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ مطابق ۸؍اکتوبر ۲۰۰۵ء

چاہے رہے جہاں میں نہ میرا کسی سے ربط
لیکن رہے کریم! ہمیشہ نبی ﷺ سے ربط

محشر میں کام آئے گا ، سرکار ہی سے ربط
بہتر یہی ہے دوستو! رکھو ابھی سے ربط

رحمت کو میرے رب کی ہے ، اُس آدمی سے ربط
رکھتا ہے رات دن جو خدا و نبی سے ربط

کوئی کسی سے رکھتا ہے ، کوئی کسی سے ربط
رکھتا ہوں دل سے میں نبیِ ہاشمی سے ربط

جو عشقِ مصطفٰے ﷺ میں مٹاتے ہیں زندگی
ہوتا ہے اُن کا ایک نئی زندگی سے ربط

ممکن نہیں ، کہ رکھے وہ فردوس سے غرض
جس کو صمیمِ دل سے ہو اُن کی گلی سے ربط

سرکار! یہ بھی میری تمنا ہے، ہو کرم
کوثر کو حشر میں ہو مری تشنگی سے ربط

ہوں نام لیوا ، حضرت بیکس پناہ کا
یارب نہ ہو کبھی بھی! مجھے بے کسی سے ربط

مجھ کو بھی خانہ زاد بنا لیجیے حضور!

ہے آرزو کہ میرا ہو بس آپ ہی سے ربط

سرکار! مجھ کو کلمۂ طیّب پڑھایئے

جب ختم ہو رہا ہو مرا زندگی سے ربط

صاؔبر ہے مجھ کو صرف شغف نعت گوئی سے

ہے ثانوی، اگر ہے کوئی شاعری سے ربط

۴ر رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ مطابق ۸/ اکتوبر ۲۰۰۵ء

تنگ ہے ، عصیاں کا گھیرا الحفیظ
اے مرے سرکار، آقا! الحفیظ

بد سے بدتر حال میرا الحفیظ
نفس پر شیطاں کا غلبہ الحفیظ

فکرِ مال و حُبِّ دُنیا الحفیظ
چھوڑ بیٹھا فکرِ عقبیٰ الحفیظ

دل ہوا ، دُنیا پہ شیدا الحفیظ
کیا کروں میں ، میرے مولا! الحفیظ

آخرت کی فکر تک دل میں نہیں
حشر کیا محشر میں ہوگا الحفیظ

جن کے درباں ہوں ملائک کے رسول
اُن سے دعوی مثلیت کا الحفیظ

صبر فرماتے رہے آقا مرے
کیسی کیسی پائی ایذا الحفیظ

آیئے، میری مدد فرمایئے
مشکلوں نے مجھ کو گھیرا الحفیظ

ہے محبت سُنت خیرالوریٰ
نفرتوں کا اب ہے چرچا الحفیظ

شانِ پیغمبر گھٹانے والے سوچ
آخرت کا بھی ٹھکانہ الحفیظ

دشمنِ سرکار سے صابرؔ خلوص
کس طرح کر لوں گوارہ الحفیظ

۵ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۲۰۰۵ء

دنیا کے بادشاہوں سے کر چکے توقع
سرکار دو جہاں سے اب کیجیے توقع
منکر تجھے نہیں ہے ، کس واسطے توقع
رکھتے ہیں اُن سے مومن چھوٹے بڑے توقع
گھٹنے نہ پائے ہرگز سرکار سے توقع
تدبیر ایسی کیجیے بڑھتی رہے توقع
مشکلکشا نبی بھی، داتا بھی ہیں سخی بھی
محروم کیوں رہے جو اُن سے ، کرے توقع
مایوس اُن کے در سے ، ہوتا نہیں ہے کوئی
ہے ہر کسی کو اُن سے اس واسطے توقع
وہ رحمت مجسم، ہر دل کا آسرا ہیں
مومن ہے بالیقیں جو اُن سے رکھے توقع
مختار دو جہاں سے امید رکھ زیادہ
ہے کم نصیب بے شک جو کم کرے توقع

دربار میں خدا کے ہے ، اُن کی بات بالا

سرکارِ مصطفٰے ﷺ سے ، ہے اس لیے توقع

تاخیر ہو رہی ہے تو بہتری سمجھیے

رکھیے یقین کامل، مت چھوڑیے توقع

شافع مرے نبی سا ، جب دوسرا نہیں ہے
یہ صابر حزیں پھر ، کس سے رکھے توقع

۶ ر رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۱ ر اکتوبر ۲۰۰۵ء

اُن سے پہلے تھا ، جہالت کا فروغ
اُن کی آمد ، علم و حکمت کا فروغ

ہو رہا ہے عیش و عشرت کا فروغ
ہے مگر مسلم کی ذِلّت کا فروغ

تھا خدیجہ کی سعادت کا فروغ
دیکھنے میں تھا ، تجارت کا فروغ

ہے ولادت مصطفیٰ ﷺ کی روزِ عید
چاہیے جشنِ ولادت کا فروغ

اُن کے قدموں کی طرف کچھ دیر بیٹھ
دیکھ لے پھر شان رحمت کا فروغ

دامن سرکار سے وابستگی
ہے شرافت کا نظافت کا فروغ

میرے آقا کی شفاعت کے طفیل
خوب ہوگا بزم جنّت کا فروغ

سُنّتِ سرکار کا ہو اہتمام
ہو عبادت میں حلاوت کا فروغ

دین کی بنیاد ہے صابرؔ یہی
کاش کے گھر گھر ہو سُنّت کا فروغ

۷؍رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۲؍اکتوبر ۲۰۰۵ء

ذات سے تو ہے اپنی خدا ہی رؤف
دین سے اُسکی ہیں، مصطفےٰ ﷺ بھی رؤف
ربِّ اکبر ہے بے شک حقیقی رؤف
اور سرکار طیبہ، عطائی رؤف
جب کہے اُن کو قرآن ہادی، رؤف
پھر کہے کیوں نہ ساری خدائی رؤف
میرے آقا ہیں مشہود، اعلیٰ، متین
میرے سرکار، محمود، ہادی، رؤف
مہرباں تو جہاں میں ہوئے اور بھی
کوئی آیا نہیں اُن کا ثانی رؤف
یوں تو ہیں بندگان خدا بے شمار
پر نہیں ماسوا ان کے کوئی رؤف
ہیں لقب اُن کے طیّب، مبشر، عظیم
ہاشمی، ابطحی، نور، مکّی، رؤف
ہیں مقدّس، معظّم، مکرّم، رحیم
وہ قریشی، تہامی، حجازی، رؤف
اُن سے امید رافت ہے صابرؔ مجھے
مہرباں ہیں بہت ہی وہ یعنی رؤف

۱۱رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۵/اکتوبر ۲۰۰۵ء

رکھو مومنو! مصطفےٰ ﷺ سے تعلق
یقیں جانو ہے یہ خدا سے تعلق

جو رکھتا ہے خاکِ شفا سے تعلق
نہیں اُس کا پھر کچھ دوا سے تعلق

نہیں منعموں کی عطا سے تعلق
ہے میرا درِ مصطفےٰ ﷺ سے تعلق

بلیّات عالم سے کیا خوف اُس کو
جو رکھتا ہے خیرالوریٰ سے تعلق

خدایا! مرے جسم و جاں کا بھی کر دے
مدینے کی آب و ہوا سے تعلق

ہے خواہش اگر قبر میں روشنی کی
رکھو دل کا بدرالدجیٰ سے تعلق

نبی کے وسیلے سے جو مانگی جائے
اجابت کا ہے اُس دعا سے تعلق

مقامِ محمد ﷺ سمجھنا جو چاہے
بڑھائے کتابِ ہدیٰ سے تعلق

مری قبر کا کاش ہو جائے یارب
رُخِ مصطفےٰ ﷺ کی ضیا سے تعلق

بھکاری کو اُن کے نہیں اس کی پروا
کہ رکھے کوئی اِس گدا سے تعلق

زمانے کی آنکھوں میں رہتا میں صابر
اگر ہوتا اس خاکِ پا سے تعلق

۱۵ر رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۰ر اکتوبر ۲۰۰۵ء

سہوں گا ہجر کے آزار کب تک؟ بُلائیں گے شہِ ابرار کب تک؟
کہیں گے پھبتیاں اشرار کب تک؟ رہوں گا تشنۂ دیدار کب تک؟
رہوں گا خوار میں بدکار کب تک؟ ستائے گا مجھے ادبار کب تک؟
گھمائے گا مجھے منجد ہار کب تک؟ مرا بیڑا لگے گا پار کب تک؟
رہوں گا دور میں سرکار کب تک؟ کٹے گی زندگی دشوار کب تک؟
ستائے گا اِسے آزار کب تک؟ اُٹھائے گا کڑی بیمار کب تک؟
رہیں گے دور یارب جسم و جاں سے مدینے کے درو دیوار کب تک؟
تمنا ہے رہوں طیبہ میں جا کر دعا لائے گی برگ و بار کب تک؟
نہ اُتریں گے مرے سینے میں یا رب! رُخِ سرکار کے انوار کب تک؟

مرے سرکار! صاؔبر غم کا مارا
نہ ہوگا حاضر دربار کب تک؟

۱۷؍رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۲؍اکتوبر ۲۰۰۵ء

کعبے کے قریں ، بخشش و رافت کی دعا مانگ
سرکار کے روضے پہ ، گناہوں کی دوا مانگ

مت گنجِ گہر، تاجِ شہی، ظلِ ہما مانگ
آقا سے زمانے کے فقط اُن کی رضا مانگ

جنّت نہیں ملتی ہے عبادات کے بدلے
جنّت کی طلب ہے تو مدینے میں قضا مانگ

پاتی ہے درِ پاکِ محمد ﷺ سے بہت فیض
کچھ میرے لیے بھی تو کبھی باد صبا مانگ

مایوس نہ ہو ، گر نہیں پایا کسی در سے
سرکار مدینہ سے بھی ، اک بار ذرا ، مانگ

اشکوں کی روانی ہے ، سبب اُن کے کرم کا
اب ہوش میں آ، دیر نہ کر، ہاتھ اُٹھا، مانگ

کیا کیا نہیں مانگا ہے ، درِ پاک نبی پر
اب سوزِ جگر، جذبِ دروں، ذوقِ وفا مانگ

بیمارِ نبی کو نہ شفا ہوگی دوا سے
درماں کو طبیب! اُس کے مدینے کی ہوا مانگ

مانگی ہے درِ پاک پہ دُنیا کبھی عقبٰی
یہ تو سبھی مل جائے گا ، کچھ اور نیا مانگ
سائل کو عطا کرنے کی یاں حد نہیں کوئی
اے حاضرِ دربارِ نبی حد سے سوا مانگ
تا تجھ کو نہ جانے کوئی گُم کردۂ منزل
سرکارِ مُعظّم کے نقوش کفِ پا مانگ
دو زلفیں ہیں یا سبزۂ رحمت کا نظارہ
ہے نور کا دریائے رواں ، نور فِزا "مانگ"
صابرؔ نہ ہو مایوس یہاں ملتا ہے سب کچھ
دربارِ گہر بار سے محروم نہ جا ، مانگ

۱۹؍رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۴؍اکتوبر ۲۰۰۵ء

کیا سمجھ سکتا ہے کوئی ، رِفعت و شانِ رسول
غیر ممکن ہے ، کہ ہو بندے کو عرفانِ رسول

کون ہے جس نے نہیں پایا ہے فیضان رسول
اُمت مرحومہ پر بے حد ہے ، احسانِ رسول

کب کوئی تعریف ہو سکتی ہے شایانِ رسول
جب خدائے پاک ہی ہے ، مرتبہ دانِ رسول

ان کو خالق نے کیا ، تخلیق اپنے نور سے
کوئی مانے یا نہ مانے ، ہے یہ فرمانِ رسول

لطف اُن کی مہربانی کا ، ابھی تک یاد ہے
کاش میں اک بار پھر بن جاؤں ، مہمان رسول

منتظر ہیں، لو لگائے ہیں دلوں کی سیپیاں
کوئی قطرہ اس طرف بھی ابرِ نیسانِ رسول

ہر مصیبت ، رنج و آفت سے رہے محفوظ یہ
پھولتا پھلتا رہے یارب ! گلستانِ رسول

اُن کے ذکرِ پاک کا اعجاز اللہ الصمد
کہہ رہے ہیں لوگ صآبر کو ثناخوانِ رسول

۱۹؍رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۴؍اکتوبر ۲۰۰۵ء

قافلے جانے لگے عاشقوں کے، سوئے حرم

وہ بھی دن آئے ، یہ عاصی بھی چلے سوئے حرم
عاشقانِ شہہِ دیں چل ہی دیے ، سوئے حرم

ناتواں، خستہ جگر، ہارے تھکے ، سوئے حرم
زائرانِ درِ سرکار چلے ، سوئے حرم

ہوں رواں ہم بھی اب اللہ کرے ، سوئے حرم
چاہتا ہوں کہ کروں اب نہ کوئی اور سفر

خواب میں بھی جو اُٹھے ، پاؤں اُٹھے ، سوئے حرم
سیر، عالم کے کسی گوشے کی منظور نہیں

لے کے چل اے مری تقدیر مجھے ، سوئے حرم
نعت کے زمزمے ہونٹوں سے چھلکتے جائیں

قافلہ بڑھتا رہے بڑھتا رہے ، سوئے حرم
جس کو محبوبِ خدا سے ہے عقیدت سچّی

میرے سرکار بلائیں گے اُسے ، سوئے حرم
جب بھی آئے گا ، مدینے سے بُلاوا اپنا

جائیں گے نعتِ نبی پڑھتے ہوئے ، سوئے حرم

چونکہ صابر مری ممکن ہے اُسی در پہ نجات
اس لیے تکتا ہوں گہہ خود کو گہے ، سوئے حرم

۲۵ ر رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۰ را کتوبر ۲۰۰۵ء

نبی مکرم! سلامٌ علیکم رسولِ معظّم ! سلامٌ علیکم
رسولوں میں اقدم! سلامٌ علیکم لگاتار پیہم ، سلامٌ علیکم
ہدایت کو عالم کی تشریف لائے زہے جانِ عالم ! سلامٌ علیکم
نچھاور ہے آقا! سلاموں کی ڈالی سلامی ہیں سب ہم ، سلامٌ علیکم
نبیوں میں اکرم، رسولوں میں افضل خبے، فخرِ آدم ، سلامٌ علیکم
قیامت میں بس آپ ہی کی چلے گی شفیعِ مکرّم ، سلامٌ علیکم
عِبادِ خدا میں ازل سے ابد تک ہیں بس آپ اعلم، سلامٌ علیکم
کرم اتنا اُمت پہ فرمایئے گا نہ پائے جہنّم ، سلامٌ علیکم
جنابِ رؤف و رحیم آپ پر ہو بہ ہر آن و ہردم ، سلامٌ علیکم
غلام آپ کے ہم ادب سے کھڑے ہیں کیے گردنیں خم ، سلامٌ علیکم
قریشی، تہامی، حجازی، حبیبی! محمد ﷺ ، مختّم ، سلامٌ علیکم

ہے دنیا کے ہاتھوں دل افگار صابؔر
عطا کیجیے مرہم، سلامٌ علیکم

یکم اکتوبر ۲۰۰۵ء

رسولِ خدا ہیں ، نبیِ کریم
مرے مصطفےٰ ﷺ ہیں ، نبیِ کریم

شہِ انبیا ہیں ، نبیِ کریم
شفیع الوریٰ ہیں ، نبیِ کریم

نہ بھٹکے گا اُن کا کوئی مقتدی
امام الہدیٰ ہیں ، نبیِ کریم

بھنور ، میری کشتی لگائے گا پار
مرے نا خدا ہیں ، نبیِ کریم

مِلے گا نہ اُس کو کہیں بھی قرار
کہ جس سے خفا ہیں ، نبیِ کریم

مجھے گمرہی سے ہے کیا واسطہ
مرے مقتدا ہیں ، نبیِ کریم

اُنہیں رب ہی جانے ، ہمیں کیا خبر
حقیقت میں کیا ہیں ، نبیِ کریم

ہیں مومن وہی، آپ کے نام پر
جو دل سے فدا ہیں ، نبیِ کریم!

مجھے کیدِ شیطاں کی پروا ہو کیوں
کہ جب پیشوا ہیں ، نبیِ کریم

مجھے اور رہبر کی حاجت نہیں
مرے رہ نُما ہیں ، نبیِ کریم

عُدو ، میرا صابرؔ بگاڑے گا کیا
مرا آسرا ہیں ، نبیِ کریم

۲۶رر رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ مطابق ۳۱را کتوبر ۲۰۰۵ء

لیجیے غلاموں کی خبر ، اے سبز گنبد کے مکیں!
پھرتے ہیں حیراں دربدر، اے سبز گنبد کے مکیں!

فریاد ہے سب بے اثر، اے سبز گنبد کے مکیں!
دُشمن ہوئے دیوارو در اے سبز گنبد کے مکیں!

ہم خوار ہیں مظلوم ہیں، بے یار ہیں ، مغموم ہیں
اے سیّدِ جن و بشر، اے سبز گنبد کے مکیں!

بے کار ہیں ، برباد ہیں ، حالات سے ناشاد ہیں
اب تھک چکے قلب وجگر، اے سبز گنبد کے مکیں!

فُرقت نے کھویا چین سب، کیجیے کرم محبوبِ رب!
بلوایئے طیبہ نگر، اے سبز گنبد کے مکیں!

سرکار سے ہم دور ہیں، آنے سے بھی مجبور ہیں
ہے راہ پنگھٹ کی ڈگر، اے سبز گنبد کے مکیں!

مِٹ جائیں ساری کلفتیں، ہوں راحتیں ہی راحتیں
طیبہ میں جو مل جائے گھر، اے سبز گنبد کے مکیں!

قسمت کا سمجھوں گا دھنی، میں خود کو اے پیارے نبی
دیدار ہو جائے اگر، اے سبز گنبد کے مکیں!

کوئی نہیں جائے اماں ، جاؤں تو میں جاؤں کہاں
اب آپ کا در چھوڑ کر، اے سبز گنبد کے مکیں!

سب کو دیا سب کو ملا ، ٹکڑوں سے عالم پَل گیا
میری طرف بھی اک نظر، اے سبز گنبد کے مکیں!

ہیں آپ وہ خیرالبشر ، پتھر شکم سے باندھ کر
سائل کو دیتے تھے گُہر اے سبز گنبد کے مکیں!

محشر میں صابرؔ کو شہا! دامن میں لیجیے گا چھپا
ہے عرض یہ شام وسحر، اے سبز گنبد کے مکیں!

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۹/ اکتوبر ۲۰۰۵ء

رہے گی کوئی نہ مُشکل ، نبی کے قدموں میں
سکون پائے گا یہ دل ، نبی کے قدموں میں

ہزاروں آتے ہیں ہرروز ناقصانِ جہاں
وہ آکے ہوتے ہیں کامل ، نبی کے قدموں میں

نہیں ہے حاجتِ تختِ سکندر و دارا
ہے میری زیست کا حاصل ، نبی کے قدموں میں

ملا علاج مدینے میں مضطرب دل کو
سکینہ ہو گیا نازل ، نبی کے قدموں میں

مُراد ملتی ہے سب کو ، خدا کی رحمت سے
کہیں کا ہو کوئی سائل ، نبی کے قدموں میں

فقط سلام حضوری میں پیش کرتے ہیں
دعائیں کرتے ہیں عاقل ، نبی کے قدموں میں

کوئی بھی شے مجھے دنیا کی خوش نہیں آتی
پڑا ہوا ہے مرا دل ، نبی کے قدموں میں

کہاں ہے وقت کہ دیکھیں عمارتوں کا حُسن
ہمارا دل تو ہے مائل ، نبی کے قدموں میں

حکومتیں مرے قدموں میں ٹھوکریں کھائیں
جگہ جو جائے مجھے مل، نبی کے قدموں میں

رہے خیال ، وہاں سانس بھی ہو کالمعدوم
نہ بھول جانا یہ غافل ، نبی کے قدموں میں

مدینہ چھوڑ، کے جاؤں میں اب کہاں صابر
ہے چین سے دلِ بسمل ، نبی کے قدموں میں

۲۶/ جولائی ۲۰۰۵ء

نہ پایا جو کسی نے زندگی میں   وہ سب مل جائے گا کوئے نبی میں

ہزاروں ساتھ ہوتے ہیں خوشی میں   وہ کام آتے ہیں لیکن بیکسی میں

بہت بھٹکے مِنیٰ کے راستوں پر   چلو کھو جائیں طیبہ کی گلی میں

نبیِ پاک ہم کو پاک کر دو   ہماری عمر گذری ہے بدی میں

کیا شق ماہ کو پیارے نبی نے   نہیں طاقت یہ ہم سے آدمی میں

وہ کرتے آئے ہیں مشکل کشائی   پکارا جب بھی اُن کو بے بسی میں

ہزاروں نا خدا اُن کو مبارک   یقیں رکھتے ہیں ہم تو ایک ہی میں

اگر قسمت بلندی پر نہیں ہے   نہیں جا پائے گا شہرِ نبی میں

تھے مدّاحِ پیمبر ابنِ ثابت   میں پَیرو ہوں انہیں کا شاعری میں

اگر ہے شاعری کا شوق صابرؔ
تو کوشش کیجیے نعتِ نبی میں

۲۸ رجولائی ۲۰۰۵ء

بے کسوں کے صرف مامن آپ ہیں　　رب کی اک بُرہانِ روشن آپ ہیں

عظمت و رِفعت کے معدن آپ ہیں　　رافت و رحمت کے مخزن آپ ہیں

آشتی میں ، خُلق میں ، کردار میں　　جس کے تھے مدّاح دشمن ، آپ ہیں

یہ چلا قرآن سے ہم کو پتہ　　رحمت عالم یقیناً آپ ہیں

یوں تو گذرے پاک دامن بے شمار　　سب سے اعلیٰ پاک دامن آپ ہیں

جتنے ہیں دنیا میں اوصاف و کمال　　بالیقیں سب سے مزیّن آپ ہیں

ہر مصیبت میں رہے ثابت قدم　　سب سے اعلیٰ مردِ آہن آپ ہیں

آج بھی عالم کو کرتے ہیں عطا　　علم و فضلِ رب کے مسکن آپ ہیں

آپ سے صابر کا رشتہ ہے اٹوٹ

میں ہوں بندہ صاحِب من آپ ہیں

۲۷ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ مطابق یکم نومبر ۲۰۰۵ء

ماسوا اُس در کے ، کوئی خلق کا ملجا نہیں
بات یہ ہے ، اور کوئی در بھی تو ایسا نہیں

گردشِ دوراں سے کچھ بھی آج تک بگڑا نہیں
اے مسلماں! یہ کرم اُن کا ہے ، منہ تیرا نہیں

شاکیِ تقدیر! اُن کو کیوں صدا دیتا نہیں
جن کے در سے بے لیے سائل کبھی پھرتا نہیں

اہلِ ایماں کو ہے اُس کی کھوٹ کا کامل یقیں
آپ کے بازار میں سِکّہ اگر چلتا نہیں

بندۂ درگاہ ہوں ، پھر کیوں رہوں ناکامیاب
مجھ سا بھی منگتا نہیں ہے ، آپ سا داتا نہیں

چاہیے ، پھر شاہِ طیبہ کو صدادوں ایک بار
ہاں، مزاجِ گردشِ دوراں ابھی بدلا نہیں

فخرِ یوسف کی لگن ہے ، سوت کی آٹی بغیر
سر پھرا تجھ سا بھی صابرؔ دوسرا دیکھا نہیں

تو درودِ پاک پڑھنے کا اگر عادی نہیں
قلب ہے ویران تیرا، اُس میں آبادی نہیں

با ادب ہیں حاضرِ در، ہم غُلامانِ حضور
جو بھی چاہیں دیں ، مگر درکار آزادی نہیں

مصطفٰے ﷺ کے نام پر جاں بھی ہو قرباں مال بھی
خُلد میں آباد ہو جانا تو بربادی نہیں

گُمرہی میں ، اُمّت مرحومہ ہے منزل سے دور
ہو ہدایت اس کو آقا! آپ سا ہادی نہیں

بے خودی کو چھوڑ کر ہو با ادب ، اے حاجیو!
ہے یہ شہر مصطفٰے ﷺ اُم القریٰ وادی نہیں

مانگنے کی دیر تھی، منگتا کا دامن بھر دیا
کون سی شے آپ نے ، سائل کو آقا! دی نہیں

استغاثہ کرنے والے لَوٹتے ہیں کامیاب
داد کو پہنچا نہ ہو جو ، ایسا فریادی نہیں

مانگنے سے قبل ہی دیتے ہیں حاجت سے سوا
سائلوں کو ٹالنے کے مصطفٰے ﷺ عادی نہیں

ہے یہ صابرؔ فیصلہ اخبار کا آثار کا
دوجہاں میں فاطمہ زہرا سی شہزادی نہیں

۱۵ر ستمبر ۲۰۰۵ء

اے دل! نہ کوئی غم کر مشکل کُشا نبی ہیں
آزار کوئی بھی ہو، راحت فزا نبی ہیں

خالق ہی جانتا ہے یہ بات ، کیا نبی ہیں
انسان جتنا سمجھے، اُس سے سوا نبی ہیں

کیسی بھی مشکلیں ہوں، کر دیتے ہیں وہ پانی
مت مشکلوں سے گھبرا، مشکل کُشا نبی ہیں

اخلاص سے ادب سے کر تو سوال سائل!
اندیشہ دل میں مت لا، جانِ سخا نبی ہیں

کشتی ہے جو بھنور میں دیں گے وہی سہارا
ہوتا ہے کیوں ہراساں ، مشکل کُشا نبی ہیں

یہ دورِ گُمرہی ہے ، ایمان کو بچا لو
دامن پکڑ لو اُن کا، شاہِ ہدیٰ نبی ہیں

ابلیس داؤں تیرا، مجھ پر نہ چل سکے گا
پیرو ہوں میں نبی کا، منزل نما نبی ہیں

کام آئے گی وہاں پر ، دولت نہ ہوشیاری
دوزخ میں جائے گا وہ ، جس سے خفا نبی ہیں

یومِ نشور ہوگی صابرؔ بڑی مصیبت
لیکن مجھے ہو غم کیوں، جب آسرا نبی ہیں

۱۲/نومبر۲۰۰۵ء

خدا سے مانگو ، نبی سے مانگو
ہیں دونوں داتا ، کسی سے مانگو

جو مانگو وہ عاجزی سے مانگو
مدینے والے سخی سے مانگو

حبیب رب، ابطحی سے مانگو
رسولِ حق ، ہاشمی سے مانگو

قطار لمبی ہے سائلوں کی
جو مانگنا ہے ابھی سے مانگو

بنایا جن کو خدا نے قاسم
ہے ٹھیک یہ بھی انہی سے مانگو

طلب ہے جو شرک ، غیر رب سے
تو پھر نہ کچھ ، آدمی سے مانگو

نہ ہو نمائش ذرا بھی صابرؔ
خلوص سے ، سادگی سے مانگو

۷ر نومبر ۲۰۰۵ء

رب اکبر کی پہلے ثنا ہو اور پھر مدحتِ مصطفےٰ ﷺ ہو

غیر ممکن کوئی آپ سا ہو مقتدا، مجتبیٰ، مصطفےٰ ﷺ ہو

کون سمجھے گا عظمت کو اُسکی جو کہ عرشِ خدا پر گیا ہو

لو وہ میری شفاعت کو آئے اب کہاں جاؤ گے اے گناہو!

آ کے جنّت میں لگتا ہے ایسا جیسے طیبہ کی بھیگی فضا ہو

مجھ کو سرکار! در پر بُلا کر خاکروبی کی خدمت عطا ہو

کیا بگاڑے گا اُس کا جہنّم آپ کی آن پر جو مِٹا ہو

کس طرح مثل اپنے سمجھ لیں جو بشر سید الانبیا ہو

جن وانس و ملک سب رعایا بالیقیں شاہِ ہر دوسرا ہو

ہے تمنّا کہ جب پُل سے گذروں ساتھ میں مصطفےٰ ﷺ کی دعا ہو

خواب میں ہی ہو دیدار آقا کاش پورا مرا مدّعا ہو

اُس کو تعظیم دے گا زمانہ جو بھی دل سے غلام آپ کا ہو

یہ جو بیمارِ عصیاں ہے صابرؔ

اس کے آزار کی بھی دوا ہو

۱۵ر اگست ۲۰۰۵ء

ارضِ طیبہ کو جو دیکھا ، تھا نظارہ اور کچھ
خلد کے منظر سے تھا ، منظر سہانا اور کچھ

عرش سے جو مَس ہوا ، اُس کی ضیا کی کیا مثال
مہر انور اور کچھ ہے، اُن کا تلوا اور کچھ

چشمِ رحمت کے سبب ، عاصی کی بخشش ہو گئی
اُن کی نسبت کے سوا رکھتا نہیں تھا اور کچھ

دیر پھیلانے کی تھی ، داتا نے دامن بھر دیا
مل گیا سب کچھ تو سائل کیسے کہتا ''اور کچھ''

حشر کے دن تشنگیِ تشنگاں کے واسطے
بحرِ اعظم اور کچھ ہے ، اُن کا قطرہ اور کچھ

کوئی بھی شے ، اُن کے جسمِ پاک سے جو چھو گئی
میری نظروں میں نہیں ہے اُس سے اچھا اور کچھ

صابرِؔ عاصی کو بھی کر لیں غلامی میں قبول
اب نہیں ہے دل میں اے آقا! تمنا اور کچھ

۹؍جولائی ۲۰۰۵ء

میں ہو جاؤں یارب مکینِ مدینہ
ہو یا جھونپڑا پھر قرینِ مدینہ

نہیں بھاتی تجھ کو زمینِ مدینہ
بُرا ہو ترا ، نکتہ چینِ مدینہ!

وہ ہوتے ہیں پیوند ، اُس سر زمیں کے
نہیں لوٹتے عارفینِ مدینہ

قدم برسوں چومے ہیں محبوبِ رب کے
ہے جنّت سے اعلیٰ زمینِ مدینہ

مناسب ہے قدغن ہو ، انفاس پر بھی
ادب کی ہے جا ، حاضرینِ مدینہ!

ہو جب داخلہ شہرِ محبوبِ رب میں
تو چومو ادب سے زمینِ مدینہ

ہے خوش بخت وہ شخص ، رویا میں جسکو
ہو دیدارِ مسند نشینِ مدینہ

اُٹھو آؤ چومیں قدم اُن کے صابرؔ
اب آنے لگے زائرینِ مدینہ

۸ر نومبر ۲۰۰۵ء

شہنشاہِ ابرار میرے نبی
رسولوں کے سردار میرے نبی
مجھے ہے یہ اقرار ، میرے نبی!
کہ میں ہوں خطا کار ، میرے نبی!
مٹیں سارے آزار میرے نبی!
جو ہو جائے دیدار ، میرے نبی!
اگر حاضری کی اجازت ملے
میں بیٹھا ہوں تیار ، میرے نبی!
نہ گھبرا مصیبت میں اے میرے دِل!
ہیں سب کے مددگار ، میرے نبی
مجھے اہل دنیا سے مطلب نہیں
ہیں عالم کے سرکار ، میرے نبی
کہیں ڈوب جائے نہ کشتی مری
لگا دیجیے پار ، میرے نبی!
ہیں صابر کی جانب سے کیجے قبول
خدارا یہ اشعار ، میرے نبی!

جو بھی اُن کے در پر جائے
من مانگے دامن بھر لائے

ذکر ہو اُن کا ، جب تک جاگوں
دیکھوں اُن کو ، جب نیند آئے

کون ہے ، جو میرا سندیسہ
میرے آقا تک پہنچائے

جس کو اُن سے عشق نہیں ہے
آج نہیں تو کل پچھتائے

شاہوں کو بھی اُن کے در پر
دیکھا ہے دامن پھیلائے

ہے اُس کے ایمان کو خطرہ
جس کو اُن کی یاد نہ آئے

منھ سے نکلے نام نبی کا
جس دم موت کی ہچکی آئے

صآبر جس دن طیبہ پہنچے
آنکھ سے آنسو ٹوٹ نہ پائے

لب پر جب اُن کا نام آئے
دل کا غنچہ کِھل کِھل جائے

جو دنیا میں چین نہ پائے
وہ اُن کے قدموں میں جائے

اُن کے در کی بات نہ پوچھو
نور کا اک دریا لہرائے

بے زر، بے پر، غم کا مارا
آپ کے در تک کیسے آئے؟

دل کی حالت غیر ہے آقا!
کون ہے جو اِس کو سمجھائے

دیوانے کا اب کیا ہوگا
آنکھ میں آنسو ، لب پر ہائے

کیوں مانگے اُن کا منگتا جب
بِن مانگے جھولی بھر جائے

صابرؔ جائے اُن کے در پر
خیر سے مولا وہ دن لائے

جس کو طیبہ میں موت آئے　　بے شک وہ مر کر جی جائے
کوئی نہیں جو اُس کو اُٹھائے　　اُن کی نظر سے جو گِر جائے
میرا بُلاوا بھی آ جائے　　کتنا اچھا ہو طیبہ سے
اُن سے پاکر دنیا کھائے　　مالک دے تقسیم کریں وہ
جو دِل سے اُن کا ہو جائے　　اُس کی ٹھوکر میں ہے دنیا
جیتے جی جنّت میں آئے　　جو اُن کے دربار میں پہنچے
میری بھی قِسمت کھُل جائے　　مولا! میں بھی طیبہ جاؤں
مولا جلدی وہ دن لائے　　جاکر اُن کو نعت سناؤں

صآبر پر بھی چشم کرم ہو
کب سے ہے دامن پھیلائے

درد کا مارا طیبہ جائے
خوشیوں سے دامن بھر لائے
جس کو دنیا راس نہ آئے
طیبہ جائے، سب کچھ پائے
اُن کا دامن چھوٹ نہ پائے
یارب! چاہے کچھ ہو جائے
رحمت کے بادل گھِر آئے
جب اُن کے گیسو لہرائے
شاہوں سے افضل ہے وہ جو
اُن کا دیوانہ کہلائے
چاہے اگر تقدیر بنانا
کام وہ کر جو اُن کو بھائے
جو اُن کی ہر بات کو مانے
وہ سچا مومن کہلائے
ہونٹوں پہ ہو نام نبی کا
صاؔبر کو جس دم موت آئے

یارب! مری آنکھوں کو کچھ ایسا نظر آئے
ہر سمت مجھے جلوہ ، آقا کا نظر آئے

اے کاش کبھی رویا ، اک ایسا نظر آئے
منظر مجھے آقا کی محفل کا نظر آئے

عاشق کو سکوں ملنے کی ایک ہی صورت ہے
جنّت میں بھی طیبہ کا ہی نقشہ نظر آئے

اُٹھ جائیں حجاباتِ دنیا مری آنکھوں سے
جب چاہوں مجھے روضہ آقا کا نظر آئے

سرکارِ مدینہ کی شوکت ہی نرالی ہے
دیوانہ بھی اس در پر ، فرزانہ نظر آئے

کر مجھ کو عطا یارب! وہ چشمِ حقیقت بیں
کعبے کو گہے دیکھوں گہہ طیبہ نظر آئے

یارب! دلِ محزوں کو وہ سچّی تڑپ دے دے
اُس شمعِ حقیقت کا پروانہ نظر آئے

صابرؔ کو پسِ مردن یارب! تری رحمت سے
جو کچھ بھی نظر آئے، سب اچھا نظر آئے

۷/اگست ۲۰۰۵ء

محمد ﷺ کے وطن کی بات کیجے
مدینے کے چمن کی بات کیجے

شہنشاہِ زمن کی بات کیجے
حبیب ذوالمنن کی بات کیجے

پسینے کا نبی ﷺ کے تذکرہ ہے
نہ عطر یاسمن کی بات کیجے

صحابہ کے جلو میں مصطفےٰ ﷺ ہیں
اُسی اک انجمن کی بات کیجے

جو ذکرِ قامتِ حضرت ہو مرغوب
تو پھر سرو و سمن کی بات کیجے

جہاں ہو ذکرِ فضلِ چار یاراں
وہیں پر پنجتن کی بات کیجے

لب لعلیں نبی کے یاد آئے
گلابوں کے چمن کی بات کیجے

وہ سانسیں اب کہاں ہم کو میسّر
گلاب و نسترن کی بات کیجے

خزاں نے چھین لی ہوں جب بہاریں
تو اُس جانِ چمن کی بات کیجے

عقیدت کا ہے یہ اظہار صابرؔ
نہ ہرگز فکر و فن کی بات کیجے

۲۹/جولائی ۲۰۰۵ء

تقرُّبِ درِ سلطانِ بحر و بر لکھ دے
مرے نصیب میں طیبہ کی رہ گذر لکھ دے

شہنشہیِ زمانہ مجھے نہیں مرغوب
گداگری کے لیے مصطفٰے ﷺ کا در لکھ دے

فراقِ طیبہ میں غمگین و مضطرب ہوں میں
درِ نبی کو خدا! میرا مستقر لکھ دے

کُھلے جو آنکھ ، تو دیکھوں کہ ہوں مدینے میں
مرے نصیب میں ، ایسی بھی اک سحر لکھ دے

شِفا جو ہے مری درکار ، میرے نسخے میں
درِ رسول کا اک ذرّہ چارہ گر لکھ دے

نبی کی نعلِ مقدس جو میرے سر پر ہو
زمانہ مجھ کو بھی دنیا کا تاجور لکھ دے

رئیسِ شہر! نہیں حاجتِ خطاب مجھے
فقط درِ شہ والا کا گدیہ گر لکھ دے

عذابِ قبر سے بچنے کی ایک صورت ہو
کفن پہ نام محمد ، ﷺ کوئی اگر لکھ دے

"غلام ہے مرے محبوبِ پاک کا صابرؔ"
خدائے پاک نوشتے میں اتنا بھر لکھ دے

۱۰/اگست ۲۰۰۵ء

میں مضطرب ہوں ، دُعا میں مری اثر دے دے
مرے خدا! مجھے طیبہ میں ایک گھر دے دے

نبی کی آن پہ مٹ جاؤں، وہ جگر دے دے
درِ نبی کا جو سودائی ہو ، وہ سر دے دے

درِ رسول پہ جاؤں ، مَیں اتنا زر دے دے
اگر نہیں تو خدایا! تو مجھ کو پر دے دے

ہر ایک سمت میں جلوہ حضور کا دیکھوں
تجلیاتِ محمد ﷺ سے پُر ، نظر دے دے

مجھے گدائیِ طیبہ کی بخش کر دولت
مرے خدا! مجھے شاہوں کا کرّ و فر دے دے

ترے علاوہ کسی کا نہ خوف ہو دل میں
دلِ حزیں کو مرے ، صرف ایک ڈر دے دے

تڑپ رہا ہے حضوری کو ایک دیوانہ
صبا! جہانوں کے آقا کو یہ خبر دے دے

ترے حبیب کی مِدحت کی دُھن ہے صابرؔ کو
مگر ہنر سے ہے عاری، اسے ہنر دے دے

۱۴/اگست ۲۰۰۵ء

کریم! مجھ کو بنا دے ایسا، تو اپنے الطاف سے کرم سے
نبی سے منسوب جو بھی شے ہو، میں اس کو بوسہ دوں چشم نم سے

درِ محمد ﷺ پہ باریابی، ہو میری کب یہ خدا ہی جانے
صبا! مدینہ ہو جب بھی جانا، سلام کہنا شہِ اُمم سے

خدائے واحد کے ہیں پجاری، ہے صبر اُن کا انیس و ہمدم
خدا سے ڈرتے ہیں صرف مومن، نہیں ڈریں گے کسی ستم سے

غلام ہیں، ہم حبیب رب کے، حبیب رب ہیں ہمارے حامی
سمجھ لے اے گردشِ زمانہ! یہی ہے بہتر اُلجھ نہ ہم سے

ہیں دِل میں آلائشیں بہت سی، اسے بھی دیجے جلا خدارا
کہ جیسے کعبہ ہوا منزّہ، حضور عالی کے دم قدم سے

کوئی بھی بادہ نہیں میں چھوتا، حلال ہے ہاں شراب طیبہ
اگر پلانے کا شوق ہو کچھ، منگا دے ساقی مجھے حرم سے

کہاں محمد ﷺ کی نعت گوئی، کہاں میں حرِماں نصیب صابرؔ
بہ شکل نعت نبی ڈھلے ہیں، جو اشک ٹپکے مرے قلم سے

۱۹؍نومبر ۲۰۰۵ء

شغل دن رات ہے میرا، کبھی آہیں کبھی نالے
بلالیں کاش اب آقا، مدینہ طیّبہ والے

مجھے دنیا سے کیا مطلب ہے، میں اُن کا بھکاری ہوں
جو دیتے ہیں تو کہتے ہیں، طلب سے بھی زیادہ لے

عنایت نام ہے اس کا، کریمی اس کو کہتے ہیں
کہ خود بھوکے رہیں، سائل سے فرمائیں کہ لے کھالے

لگی دِل کی بُجھا، دیوارِ روضہ سے لگا سر کو
علاجِ دل ہے تیرا بس یہ، دردِ لا دوا والے

بڑی مشکل میں ہوں مولا! مدد فرمایئے میری
عدو ہیں میرے ظالم، کینہ جو، آفت کے پر کالے

مریضِ جسم و جاں، مایوس کیوں ہوتا ہے رحمت سے
شِفا ہو جائے گی، خاکِ شِفا طیبہ سے منگوالے

دِکھا دیں معجزہ اس دور میں کوئی اگر آقا
بہت کچھ صاف ہو جائیں غبی اذہان کے جالے

انہیں کیا کیا دِیا رب نے، وہ جانیں یا خدا جانے
یہ اُس کا فضل ہے صابرؔ، خدا دے اور بندہ لے

۵/اگست ۲۰۰۵ء

حقیقت میں وہی انسان ہیں ، سچّے خُدا والے
جو کامل ذہن و دل سے ہیں ، محمد مصطفیٰ ﷺ والے

محمد مصطفیٰ صلِ علیٰ، جود و عطا والے
وہ بیشک ہیں کرم والے ، سراپا ہیں سخا والے

غلام اُن کا ہوں میں ، آقائی جن پر ناز کرتی ہے
مرے آقا ہیں ، مکّہ والے طیبہ طیبہ والے

نشانِ پائے اقدس اس لیے میں چوم لیتا ہوں
ہیں اُن قدموں کے نقشِ پا جو ہیں عرشِ علیٰ والے

خدا کی راہ میں مِٹنا ، حیاتِ جاودانی ہے
عمل سے اپنے ، ثابت کر گئے ہیں کربلا والے

رہے محروم عظمت سے ، گھمنڈی، عقل کے دشمن
صحابہ بن گئے جو لوگ تھے فہم و ذکا والے

نہ پوشیدہ رہے کون و مکاں میں ، مجھ سے کچھ صابرؔ
اگر آنکھوں سے چھو جائیں ، قدم اُن کے ضیا والے

۶؍اگست ۲۰۰۵ء

میرے نبی ہیں ، رحمت والے
پیاری پیاری عادت والے
سب سے اچھی سیرت والے
ہیں نورانی صورت والے
شاہوں پر بھی رعب ہے اُن کا
ہیں وہ ایسی ہَیبت والے
اُن کی چوکھٹ پر جاتے ہیں
جو ہیں اچھی قسمت والے
اُن کے رب کا اُن پہ کرم ہے
وہ ہیں بے شک عظمت والے
ایک چٹائی اُن کا بستر
خادم اُن کے دولت والے
حج کا موسم آیا صابرؔ
طیبہ جاتے ہیں متوالے

شہرِ نور کا منظر ، ذہن میں سمایا ہے
اس لیے مرے سر پر ، رحمتوں کا سایہ ہے

شہرِ مصطفےٰ ﷺ شب میں ایسا جگمگایا ہے
جیسے اس کا ہر ذرّہ ، نور میں نہایا ہے

آپ کا یہ احساں ہے ، حکمِ رب سُنایا ہے
سونے والی دنیا کو ، خواب سے جگایا ہے

رحمتوں کی رِم جھِم سے کیا نکھار آیا ہے
شہرِ سیّدِ عالم ، میرے دل کو بھایا ہے

ہے عطاے رب سب کچھ، بانٹتے ہیں وہ لیکن
جس نے جو بھی پایا ہے، اُن کے در سے پایا ہے

حمد خوانِ معطی ہوں، نعت گوے قاسم ہوں
گُن اُنہیں کے گاتا ہوں، جن کا میں نے کھایا ہے

عقل ہے تو باور کر ، رحمتوں کے مرجع ہیں
دھوپ ہے مگر اُن کے ، سر پہ ابر چھایا ہے

شاہِ دو جہاں اس پر ، لطف کی نظر کیجے
مُشکلوں میں اے آقا! آپ کی رعایا ہے

شہر نور سے صابرؔ، آگیا بُلاوا چل
دو جہاں کے آقا نے، پھر تجھے بُلایا ہے

۲۵/جولائی ۲۰۰۵ء

تضمین بر کلام حضرت تاج الفحول مولانا عبدالقادر فقیرؔ قادری بدایونی

ہے جنّت کا دروازہ در آپ کا زمانے پہ ہے کرّو فر آپ کا
ہوا لا مکاں تک سفر آپ کا یہ رتبہ ہے خیرالبشر آپ کا
ہوا عرش پر بھی گذر آپ کا

کروں عرض کیا خود بھی حیران ہوں تحیُّر سے ہے عقل بھی سرنگوں
کہوں بھی تو اس باب میں کیا کہوں سِیَر کی کتابوں میں لکھتے ہیں یوں
کہ تھا چار ساعت سفر آپ کا

جو سرکارِ طیبہ سے اُلفت رکھے جو اُن کی محبت میں ہی جان دے
اُسے اِس کے بدلے میں جنّت ملے جہنّم میں دشمن ہیں قید آپ کے
بہشت ایک ادنیٰ ہے گھر آپ کا

شہنشاہِ دارین محبوبِ رب محمد ﷺ نبی اور اُمّی لقب
اُنہیں یاد کرتے ہیں ہم روز و شب خوشی سے سدا کلمہ پڑھتے تھے سب
تمامی شجر اور حجر آپ کا

خبیرِ شرائع علیمِ سُبُل شہ انبیا، اے امام الرسُل!
گلستانِ آدم کے بے مثل گُل خدا نے کیا آپ کو شاہِ کل
طفیلی ہے سب بحر و بر آپ کا

نہ سرکار! صابرؔ کو رد کیجیے اسے سچّا عبدالاحد کیجیے
غلاموں میں بھی نام زد کیجیے فقیرؔ حزیں کی مدد کیجیے
وہ بندہ ہے خستہ جگر آپ کا

۲۰ر دسمبر ۲۰۰۵ء

تضمین برکلام امام احمد رضؔا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ

بسا ہوا وہ رُخِ منوّر جب اپنی چشمِ پُر آب میں ہے
تو کیوں نہ وہ سب لبوں پر آئے جو قلبِ پُر اضطراب میں ہے
یہی ہے خواہش یہی تمنا، یہی گزارش جناب میں ہے
اُٹھا دو پردہ، دِکھا دو چہرہ، کہ نور باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

ہے نور ارض و سما میں اُن کا، انہیں سے گُل رونقِ چمن ہے
ہر اک کلی میں ہر ایک گُل میں، انہی کے جلوں سے بانکپن ہے
انہی کی تو نکہتیں ہیں جن سے، بسا ہوا نافۂ خُتَن ہے
انہی کی بو مایہ سمن ہے، انہی کا جلوہ چمن چمن ہے
انہی سے گلشن مہک رہے ہیں، انہی کی رنگت گلاب میں ہے

رقم ہوں اوصافِ حُسن والا، کہاں یہ طاقت قلم میں میرے
نہیں ہے عالم میں مثل جن کا مثال اُن کی کہاں سے آئے
یہ شعر احمد رضا کا سُن کر، اسی پہ سب کچھ قیاس کرلے
وہ گُل ہیں لب ہائے نازک اُن کے، ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بُلبُل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

گنوائی کھیلوں میں عمر ساری ، نہ سوچا مرنا ہے زندگی بھر
ہے پہلی منزل یہ آخرت کی، نجات پاؤں یہاں سے کیونکر
یہ سوچتا ہوں جواب کیا دوں، ہے وقتِ مُشکل کشائی سرور!
کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر، نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بتا دو آ کر مرے پیمبر، کہ سخت مشکل جواب میں ہے

خجل بہت ہوں کیے پہ اپنے، گنہ کی گٹھری رکھی ہے سر پر
نہیں ہے شکل نجات کوئی، ہوئے ہیں اعمال پیش داور
کسے صدا دوں کسے پکاروں، بڑا ہے یہ ہولناک منظر
خدائے قہار ہے غضب پر، کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچا لو آ کر شفیع محشر، تمہارا بندہ عذاب میں ہے

کرو نہ غم گردشِ زمانہ، لگی ہے آنکھیں اگر دکھانے
طلب کرو مصطفےٰ ﷺ کے در سے، بنایا قاسم جنہیں خدا نے
اُنہی کے ہیں اختیار میں کُل، خدا کی قدرت کے کارخانے
کریم ایسا ملا ہے جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے
بتاؤ اے مُفلِسو کہ پھر کیوں، تمہارا دل اضطراب میں ہے

کھڑا ہے نادم حضور تیرے، ترا ہی اِک شرمسار بندہ
ہے علمِ اقدس میں تیرے سب جو، کیا ہے اس نے بُرا یا اچھا
نہیں ہے صآبر سا کوئی مجرم، نہیں ہے کوئی کریم تجھ سا
کریم اپنے کرم کا صدقہ، لئیمِ بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضؔا سے حساب لینا، رضؔا بھی کوئی حساب میں ہے

تضمین بر کلام مولانا حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی

سفر شہرِ نبی کا ہوگا ، بے نام و نشاں ہو کر
نگاہوں سے جہاں والوں کی چھپ چھپ کر، نہاں ہو کر
نہ جانے گا کوئی ، کس راہ سے آئے کہاں ہو کر
اگر چمکا مقدر ، خاک پائے رہرواں ہو کر
چلیں گے بیٹھتے اُٹھتے ، غُبارِ کارواں ہو کر

سرِ عرشِ بریں جاکر، خدا کے میہماں ہو کر
لقائے ربِّ اکبر سے ، نہایت شادماں ہو کر
ملائک بھی نہیں جاتے جہاں ، آئے وہاں ہو کر
شب معراج دم بھر میں وہ پلٹے ، لامکاں ہو کر
بہارِ ہشت جنّت دیکھ کر ، ہفت آسماں ہو کر

ہے میرا حال کچھ ایسا ، درِ آقا کی حسرت میں
نہیں لگتا کہیں بھی دِل ، نہ خِلوت میں نہ جلوت میں
کسی گلزار میں تو کیا ، نہ بہلے گا یہ جنّت میں
چمن کی سیر سے جلتا ہے دل ، طیبہ کی فرقت میں
مجھے گلزار کا سبزہ رُلاتا ہے دھواں ہو کر

لبوں پر ذکرِ محبوبِ خدا ، کس شان سے آیا
تخیل میں رُخ شاہِ ہدیٰ ، کس شان سے آیا
مرے رویا میں روے مصطفےٰ ﷺ کس شان سے آیا
تصوّر اُس لب جاں بخش کا کس شان سے آیا
دلوں کا چین ہوکر جان کا آرامِ جاں ہوکر

حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں این وآں مجھ کو
پریشانی کا عالم ہے بہر صورت یہاں مجھ کو
میسّر کاش آ جائے نبی کا آستاں مجھ کو
دکھا دے اے خدا! گلزار طیبہ کا سماں مجھ کو
پھروں کب تک پریشان ، بلبل بے آشیاں ہوکر

بجا ہے ناز عاصی جتنا کر لیں اپنی قسمت پر
ہے بے حد رحمت و رافت ، حبیب رب کی ، اُمّت پر
بہت ہی مہرباں ہیں مصطفےٰ ﷺ ، امت کی حالت پر
فدا ہو جائے اُمّت ، اس حمایت اِس محبّت پر
ہزاروں غم لیے ہیں ایک دل پر ، شادماں ہوکر

بہ آسانی نہیں تکمیل پاتی ہے ، کوئی خواہش
بڑی کوشش سے بھی رہ جاتی ہے تشنہ کبھی خواہش
بڑے ایثار سے ہو پاتی ہے پوری ، بڑی خواہش
جو رکھتے ہیں سلاطیں ، شاہیِ جاوید کی خواہش
نشاں قائم کریں ، اُن کی گلی میں بے نشاں ہوکر

پسینہ خوب تر ہے عطر سے سرکار کا بیشک
یقیں رکھتے ہیں دل سے، ذہن سے، اس بات میں زیرک
وہ کوئی راستہ ہو، کوچہ ہو، یا ہو کوئی کو شک
وہ جس رہ سے گذرتے ہیں بسی رہتی ہے مدّت تک
نصیب اُس گھر کے جس گھر میں وہ ٹھہریں میہماں ہوکر

بھروسے پر خدائے پاک کے، صابرؔ اُٹھو چل دو
غمِ املاک و احباب و زن و فرزند کو چھوڑو
نہ ہوگا کوئی ساتھی آخرت کا، یہ ذرا سوچو
حسنؔ کیوں پاؤں توڑے بیٹھے ہو، طیبہ کا رستہ لو
زمینِ ہند سرگرداں رکھے گی آسماں ہوکر

۱۸ / دسمبر ۲۰۰۵ء

تضمین براشعارِ حافظؔ پیلی بھیتی مرحوم

اُن کے عاشق کے زمانے سے ہیں آزار جُدا
جسمِ مجروح کا غم، فکرِ دلافگار جدا
ماندگی دل کی جدا، ذہن کے افکار جدا
آنکھ میں پھرتی ہے وہ شوخیِ رفتار جدا
تڑپے جاتا ہے جدائی میں دلِ زار جُدا

مغفرت کی کسی عاصی کو بھی امید نہ تھی
شافعِ حشر نے فرمائی شفاعت اُن کی
چھا گئی عاصیوں پہ آکے گھٹا رحمت کی
وہی اچھے رہے محشر میں جو رحمت برسی
بے گناہوں سے کھڑے تھے جو گنہگار جُدا

روز ملتے ہیں گلے ، اُن کی گلی میں دونوں
ہیں جُوے ، ایک ہی الفت کی کڑی میں دونوں
ایسے بیتاب ہیں کچھ ، اُن کی گلی میں دونوں
خاک پر لوٹتے ہیں ، کوے نبی میں دونوں
نورِ خورشید جُدا، سایۂ دیوار جُدا

دیکھتے ہیں یہ محبت کا تماشا ، ہر دِن
جو ہیں قسمت کے دھنی ، شہر نبی کے ساکن
ہاں ، وہ اس بات کا چرچا نہیں کرتے لیکن
چلتا پھرتا رہے دن رات مگر کیا ممکن

اُن کی دیوار سے ہو سایۂ دیوار جُدا

چاہے بدکار ہیں یا اچھے ہیں اللہ اللہ
ذات میں تیری یقیں رکھتے ہیں اللہ اللہ
مانتے تجھ کو سبھی دل سے ہیں اللہ اللہ
اپنا اپنا تجھے سب کہتے ہیں اللہ اللہ

شیخ و میخوار جُدا، کافر و دیندار جُدا

خواہ صابؔر سے جہاں سارا خفا ہو حافظؔ
خواہ کیسی ہی کوئی سخت بلا ہو حافظؔ
چاہے تلوار کے نیچے ہی گلا ہو حافظؔ
سر اگر تن سے جُدا ہو ، تو جُدا ہو حافظؔ

سر سے ہوگا نہ درِ احمد ﷺ مختار جُدا

۲۴؍جنوری ۲۰۰۶ء

تضمین بر نعتیہ غزل حضرت ضیاء القادری بدایونی

ہر زماں سیدِ عالم کی ثنا ہوتی ہے — دونوں عالم میں پسِ حمدِ خدا ہوتی ہے
خوب بالائے سما زیرِ سما ہوتی ہے — کِلکِ قدرت سے برآمد جو صدا ہوتی ہے
مدحتِ صاحبِ لولاک لما ہوتی ہے

زیست ہر چند بہت بیش بہا ہوتی ہے — موت لیکن کبھی اس سے بھی سوا ہوتی ہے
بعدِ مُردن مری تقدیر رسا ہوتی ہے — جاں مدینے کو رواں وقت قضا ہوتی ہے
لِلّٰہ الحمد کہ مقبول دعا ہوتی ہے

جن کا مدّاح ہے قرآن میں ربِّ اکبر — کون ہو سکتا ہے مخلوق میں اُن کا ہم سر
اہلِ دل کو نظر آتا ہے سماں یہ اکثر — و رفعنا لک ذِکرک کے ترانے سُن کر
خود فضائے دو جہاں نغمہ سرا ہوتی ہے

تھا گوارا نہ علی کو تعبِ شاہِ رُسل — اُن کا ایمان و یقیں تھا ادب شاہ رُسل
تھے عبادت میں ہی وہ بر طلبِ شاہِ رُسل — فرضِ حیدر ہوئے نذرِ ادبِ شاہِ رُسل
کب قضا ورنہ نماز عرفا ہوتی ہے

یومِ میلادِ مُسرّت سے مناتے ہیں ملک — آسمانوں پہ بڑی دھوم مچاتے ہیں ملک
ذکرِ میلادِ نبی سُنتے سناتے ہیں ملک — چرخ پر نغمے سلاموں کے جو گاتے ہیں ملک
عالمِ وجد میں عالم کی فضا ہوتی ہے

خاکِ طیبہ کے سوا اور نہیں مجھ کو آز
اُس پہ مٹ جانا مسلماں کے لیے ہے اعزاز
پوری ہو جائے تمنا یہ مری بندہ نواز
ہو خدا! حسنِ تصوّر کی مرے عمر دراز

جان سو جاں سے مدینے پہ فدا ہوتی ہے

سچ ہے صابرؔ یہ کہ اِخلاص کا ہے شیریں پھل
اس میں امکاں ہے ریا کا نہ کوئی خوفِ خلل
ہو جو اِخلاص تو دیتا ہے مزہ نیک عمل
نور کے تڑکے ضیاؔ کہتا ہوں اُس وقت غزل

جب مدینے کی ذرا دِل میں ضیا ہوتی ہے

۱۱ر جنوری ۲۰۰۶ء

تضمین برکلام حضرت مفتیِ اعظم ہند مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں نوریؔ

بہت اعلیٰ ہے صابرؔ مرتبہ محبوبِ داور کا
کھلا جن کے لیے در لیلِ اسریٰ چرخِ بے در کا
ہوا مرہونِ منت عرش جن کے پائے اطہر کا
سرِ عرش عُلا پہنچا قدم جب میرے سرور کا
زبانِ قدسیاں پر شور تھا اللہ اکبر کا

کسے معلوم ہے رتبہ حبیبِ ربِّ اکبر کا
کہ سایہ تک نہیں تھا آپ کے پُر نور پیکر کا
ہوا معلوم اس سے مرتبہ کچھ کچھ پیمبر کا
بنا عرش بریں مسند کفِ پائے منوّر کا
خدا ہی جانتا ہے مرتبہ سرکار کے سر کا

نوازا ہے مجھے بیشک مرے مولا کی رحمت نے
کرم مجھ پر کیا ہے حضرت قادر کی قدرت نے
بہت ہی یاوری کی ہے مرے رب کی عنایت نے
بڑے دربار میں پہنچایا مجھ کو میری قسمت نے
میں صدقے جاؤں کیا کہنا مرے اچھے مقدر کا

کیا سرکار نے کامل ہزاروں بے کمالوں کو
امارت میں کیا یکتا یتیموں کو ضعیفوں کو
شہنشاہوں سے افضل کر دیا ناچیز بندوں کو
نگاہ مہر سے اپنی بنایا مہر ذرّوں کو
الٰہی نور دن دونا ہو مہر ذرّہ پرور کا

ہے درجہ حمد باری کا سبھی اصناف سے اعلیٰ
ہے اس کے بعد اگر رتبہ، تو ہے نعتِ مقدّس کا
نہ مجبوری اگر ہو نعت کا کاغذ پہ کیا لکھنا
طبق پر آسماں کے لکھتا میں نعتِ شہ والا
قلم اے کاش مل جاتا مجھے جبریل کے پر کا

بڑا دھڑکا بڑا ڈر تھا ہمیں اس کی تمازت کا
سُنا یہ تھا قیامت کو سوا نیزے پر آئے گا
مگر اُس روز تو نقشہ بہت بدلا ہوا دیکھا
مقابل اُن کے ذرّے کے ذرا سا منہ نکل آیا

بہت شہرہ سُنا کرتے تھے ہم خورشیدِ محشر کا

خُدا کے حکم سے یومِ قیامت جب بپا ہوگا
یہی اک فکر ہے ہر دم کہ مجھ عاصی کا کیا ہوگا
مگر اُس دن شفیع المذنبیں کا آسرا ہوگا
خدا شاہد رضا کا آپ کی طالب خدا ہوگا

تعالیٰ اللہ رتبہ میرے حامی میرے یاور کا

نہیں میدانِ محشر میں کوئی اپنا نظر آتا
لیے پھرتا ہوں سر پر ہر طرف بوجھا گناہوں کا
نہیں معلوم کچھ، کتنا پسینہ بہہ گیا ہوگا
زباں پر جم گئے کانٹے ہے سارا حلق خشک اپنا

شہیدِ کربلا کا صدقہ دو اک جام کوثر کا

میں اُن کے جسم اطہر کو کہوں صابرؔ نہ کیوں نوری
حدیثیں کہہ رہی ہیں جب تو پھر میں بھی کہوں نوری
سُنو اس باب میں اک شعر فرماتے ہیں یوں نوریؔ
جو آب و تابِ دندانِ مبارک دیکھ لوں نوریؔ

مرا بحرِ سُخن سر چشمہ ہو خوش آب گوہر کا

۱۱رذلقعدہ ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۴ردسمبر ۲۰۰۵ء

تضمین برکلامِ مقبولِ بارگاہِ رسالت حضرت رؤفؔ امروہوی مرحوم

مجھ سے بیتاب کو بھی در پہ بُلایا ہوتا　　قلب رنجور سے ہر رنج ہٹایا ہوتا
دل کی بے چینی نے کچھ چین بھی پایا ہوتا　　چشمِ گریاں انہیں اس طرح منایا ہوتا
تو نے اشکوں کی جگہ خون بہایا ہوتا

جب نہیں حکمِ حضوری تو میں جاؤں کیسے　　کیسے دیکھوں درِ اقدس پہ مچلتے جلوے
کچھ بھی ممکن نہیں، جب تک نہ مقدر بدلے　　وہ ترس کھا کے مدینہ مجھے بلوا لیتے
قاصد! اس طرح مرا حال سنایا ہوتا

کون جانے دیے اللہ نے کتنے افضال　　کس کو معلوم ہے رکھتے تھے وہ کتنے اِجلال
سایۂ جسم جو ہوتا تو تھی تعظیم محال　　دیکھتی چشمِ فلک اس کو زمین پر پا مال
کیسے ممکن تھا کہ سرکار کا سایہ ہوتا

علم و اخلاق کا جن کو تھا دیا ہم نے سبق　　وقت بدلا ہے تو ہنستے ہیں وہ ہم پر ناحق
آج ہم خوار ہیں تو کہتے ہیں ہم کو احمق　　واسطہ سرورِ کونین کا اے غیرتِ حق!
ہم پہ اغیار کو اتنا نہ ہنسایا ہوتا

تیری رحمت کے سبب وہ مری قسمت کی تھیں　　نعمتیں جو بھی مجھے تو نے ودیعت کی تھیں
کچھ مگر ایسی تھیں جو تیری مشیّت کی تھیں　　میرے مولیٰ مجھے آنکھیں جو عنایت کی تھیں
اپنے محبوب کا روضہ بھی دکھایا ہوتا

در پہ سرکار کے اک بار تو ہم بھی جاتے کرنے کو اپنے گناہوں کی تلافی جاتے
ایک ہی دُھن ہے کہ سرکار کی نگری جاتے ٹھوکریں کھاتے ہوئے ہم بھی پہنچ ہی جاتے

کاش، اگر آپ نے ہم کو بھی بُلایا ہوتا

کوئی صابرؔ مرا ہمدرد، نہ پُرسانِ رؤفؔ آپ کے قدموں پہ قربان جو ہو جانِ رؤفؔ
مثلِ مہتاب چمک جائے گا ایمانِ رؤفؔ آپ کے رُخ پہ فدا حسرت و ارمانِ رؤفؔ

اس کے ویرانہ دل کو بھی بسایا ہوتا

۲۳؍جنوری ۲۰۰۶ء

رباعیات

سردارِ جہاں شانِ عجم فخرِ عرب
امید ہے بخشش کی ہمیں جن کے سبب
مخلوق میں پیدا نہیں ثانی اُن کا
مخلوق کے آقا ہیں محبوبِ رب

(......☆......۱۱رجنوری ۲۰۰۶ء......☆......)

دعوائے مساوات نبی ہے بدعت
مومن کو گوارا نہیں ایسی ذِلّت
فہرست میں آجائے، غلاموں کی نام
محبوبِ خدا سے ہے بہت یہ نسبت

(......☆......۴رجنوری ۲۰۰۶ء......☆......)

ہو شام جو بھارت میں ، تو طیبہ میں سحر
کچھ ایسے ، کہ خود کو بھی نہ ہو اس کی خبر
تقدیر بھی حیران ہو ، جب راز کھلے
اے کاش کبھی یوں ہو ، مدینے کا سفر

(......☆......۷رجنوری ۲۰۰۶ء......☆......)

کہتا ہے جو سرکار کو اپنا سا بشر کچھ رُتبۂ آقا کی نہیں اُس کو خبر
زم زم سے کرو بہر ادب پاک قلم سرکار مدینہ کا لکھو نام اگر

(......☆......۱۳؍جنوری ۲۰۰۶ء......☆......)

نا قابلِ اظہار ہے اب ضعفِ جگر بیتاب اگر دل تو پریشاں ہے نظر
اب غم ہے یہی، پلکوں سے کیسے چوموں محبوبِ خدائے دو جہاں! آپ کا در

(......☆......۱۳؍جنوری ۲۰۰۶ء......☆......)

تازہ ہے بہرآن مدینے کی مہک گویا کہ ہے خوشبو کے خزینے کی مہک
خوش کن ہے بہت شہر نبی کا ماحول ہے آج بھی آقا کے پسینے کی مہک

(......☆......۱۲؍جنوری ۲۰۰۶ء......☆......)

کس سمت لیے جاتی ہے تو مجھ کو اجل
طیبہ کی فضاؤں کے لیے ہوں بے کل
فردوس و ارم کی نہیں چاہت مجھ کو
جنّت تو مدینہ ہے، مدینہ لے چل

(......☆......۷؍جنوری ۲۰۰۶ء......☆......)

جبریل سے ذیشان تھے دربانِ رسول لیکن نہ ہوا اُن کو بھی عرفانِ رسول
جاروب کشی کی مجھے دے کر خدمت اللہ عطا کر مجھے فیضانِ رسول

(......☆......۵؍جنوری ۲۰۰۶ء......☆......)

ہے ہم کو خوشی اس کی کہ ہندی ہیں ہم
اللہ تعالیٰ کا ہے یہ ہم پہ کرم
محروم ہیں اس بات سے مصری تُرکی
ہیں سمت ہماری شہ والا کے قدم

(......☆......۵؍جنوری ۲۰۰۶ء......☆......)

قسمت میں کسی سے بھی نہیں ہرگز کم
اس بات پہ نازاں ہیں کہ ہندی ہیں ہم
بغداد و بخارا بھی ہیں اس سے محروم
سجدہ جو کریں سامنے ہو بابِ حرم

(......☆......۵؍جنوری ۲۰۰۶ء......☆......)

اب خطرۂ دشمن ہے نہ خوف رہزن
قدموں میں محمد ﷺ کے ہے میرا مأمن
اب کچھ نہ بگاڑیں گے حوادث میرا
ہاتھوں میں مرے آگیا اُن کا دامن

(......☆......۱۵؍جنوری ۲۰۰۶ء......☆......)

اُس در کو درِ جنّتِ رضواں لکھ دوں
دل میں ہے کچھ اس سے بھی نمایاں لکھ دوں
آوارۂ طیبہ ہوں ، مجھے مت ٹوکو
صحرائے مدینہ کو گلستاں لکھ دوں

(......☆......۹؍جنوری ۲۰۰۶ء......☆......)

انوار کو سینوں میں اُتارو یارو ! دہلیز کو پلکوں سے بُہارو یارو!
تقدیر سے ملتی ہے مدینے کی رات اس رات کو آنکھوں میں گزارو یارو !

(......☆......۸/جنوری ۲۰۰۶ء......☆......)

ممکن نہیں انسان کو عرفانِ نبی جنّت سے حسیں تر ہے خیابانِ نبی
یارب مجھے مدّاحِ پیمبر کر دے ہے نار سے آزاد ثنا خوانِ نبی

(......☆......۵/جنوری ۲۰۰۶ء......☆......)

طیبہ کے گُل آثار سے اُلفت رکھیے اُس کے درو دیوار سے اُلفت رکھیے
کافی نہیں گلزار سے اُلفت رکھیے لازم ہے کہ ہر خار سے اُلفت رکھیے

(......☆......۱۱/جنوری ۲۰۰۶ء......☆......)

صابر کے سر میں بس اک سودا ہے کچھ بھی ہو مدینہ اسے اب جانا ہے
اس کے دل کا تو کچھ ایسا ہے حال طیبہ میں دل ہے دل میں طیبہ ہے

(......☆......۱۱/جنوری ۲۰۰۶ء......☆......)

اُس در کی حضوری میں خرد دانا ہے آداب سے آگاہ ہے فرزانہ ہے
سمجھاؤں مگر کیسے اسے، سجدہ نہ کر سینے میں جو میرے دلِ دیوانہ ہے

(......☆......۹/جنوری ۲۰۰۶ء......☆......)

قطعات

رؤف آقا رحیم آقا نہیں ہے ایسا عظیم آقا
کرم ہے اُن کا غنیم پر بھی مرے نبی ہیں کریم آقا

......۱۸/نومبر ۲۰۰۵ء

رہ گیا کون ماننے کے لیے جب کہ اعدانے اُن کو مان لیا
ساری دنیا خلاف تھی جن کے ساری دنیا نے اُن کو مان لیا

......۲۲/دسمبر ۲۰۰۵ء

اللہ ہے معبود تو ہم اُس کے ہیں بندے
یہ ایسا تعلق ہے ، جو بھاتا ہے ہمیں خوب
اک ربط مگر اور بھی ہے ، اس کے علاوہ
آقا ہیں ہمارے جو ہیں اللہ کے محبوب

......۲۳/دسمبر ۲۰۰۵ء

عبادتوں کو نہیں ملتی ہے جلا ہرگز
اگر نہ اُن میں ہو حُبِّ شہِ ہدیٰ کی تڑپ
ہے جن کو تجربہ اس کا بتاتے ہیں صابر
بڑے مزے کی ہے سرکار کی وِلا کی تڑپ

......۲۲/دسمبر ۲۰۰۵ء

سچ ہے یہ صابر عبادت میں مزہ ملتا نہیں
گر نہ ہو حُبِّ حبیبِ رب تعالیٰ کی تڑپ
اُلفتِ سرکار سے خالی ہے تو ویران ہے
قلب وہ آباد ہے جس میں ہے طیبہ کی تڑپ

......۲۳/دسمبر۲۰۰۵ء......

نکالو یارو! دلوں کی حسرت زمیں پہ لوٹو ملے گی رفعت
کرم خدا کا یہاں تک آئے یہی ہے شہرِ نبی رحمت

......۲۳/نومبر۲۰۰۵ء......

ذکرِ طیبہ جب کہیں سنتا ہوں میں خود بخود دل پر مرے لگتی ہے چوٹ
اس پہ ملتی ہیں مبارکبادیاں لوگ کہتے ہیں کہ یہ اچھی ہے چوٹ

......۲۳/دسمبر۲۰۰۵ء......

بُھلایا سُنّتِ آقا کو ہم نے تو بربادی بھی دیکھی اس کے باعث
مسلماں سوچنے کی بات ہے یہ تری تقدیر میں ہیں کیوں حوادث

......۲۳/دسمبر۲۰۰۵ء......

ہوں گناہوں کا مریضِ لا علاج مجھ کو ہے رحم و کرم کی احتیاج
کوئی مِلتا ہی نہیں مجھ کو طبیب ہے دُہائی اے نبوّت کے سراج

......۲۳/دسمبر۲۰۰۵ء......

ہو نہیں سکتا کچھ اب، مجبور ہوں
اب تو ہے دنیا سے ہونے والا کوچ
زندگی بھر کس قدر غافل رہا
کاش ہوتا پہلے سوئے طیبہ کوچ

......۲۳/دسمبر۲۰۰۵ء......

کس قدر احباب کی ناقص ہے سوچ
پھبتیاں ہر سمت سے، میں ہیچ و پوچ
کس طرح حاضر ہوں، اب مجبور ہوں
جسم ناکارہ ہے تو پیروں میں موچ

......۲۳/دسمبر۲۰۰۵ء......

صاحبِ حسن وصباحت اے صبیحوں کے صبیح
ہو عطا مجھ کو فصاحت اے فصیحوں کے فصیح
ذہن و دل بیمار ہیں، لاغر ہیں جسم و جان بھی
دیجیے گا مجھ کو صحت، اے صحیحوں کے صحیح

......۲۳/دسمبر۲۰۰۵ء......

بدر کے روز آپ نے آقا! جس مجاہد کو بھی تھمادی شاخ
دیکھنے والوں نے یہی دیکھا کارِ تلوار کر رہی تھی شاخ

......۲۳/نومبر۲۰۰۵ء......

کعبے کے زائرین کو آتا ہے جب خیال
کر کے طوافِ کعبہ ، کریں اب کدھر کا رُخ
سمتِ حطیمِ پاک سے اُٹھتی ہے جو نظر
میزاب زر بتاتا ہے طیبہ نگر کا رُخ

......۲۳ر دسمبر ۲۰۰۵ء......

بہار آتی رہی تھی ، حضور! آپ سے قبل
کھلا نہ باغ نبوت میں پھول ، آپ کے بعد
جب آپ آئے تو یہ سلسلہ تمام ہوا
نبی نہ آئے گا ، میرے رسول ! آپ کے بعد

......۲۳ر دسمبر ۲۰۰۵ء......

دیکھ انساں مان جا ، مت کر گھمنڈ ہے بُرائی بالیقیں بدتر گھمنڈ
فعل ہے صابرؔ مگر اچھا بُرا مجھ کو ہے سرکارِ طیبہ پر گھمنڈ

......۲۳ر دسمبر ۲۰۰......

پوچھتا بھی نہیں کوئی ان کو لاکھوں دنیا میں ہیں قلم کاغذ
نام آقا کا لکھ دیا کس نے ہو گیا ہے یہ محترم کاغذ

......۲۳ر دسمبر ۲۰۰۵ء......

صاحبِ عظمت حلیم و بردبار رب کی جانب سے بہت با اختیار
ہر زماں حالات سے بھی باخبر دیکھتے ہیں آپ دیواروں کے پار

......۲۲ر دسمبر ۲۰۰۵ء......

جسمِ آقا اس لیے بے سایہ ہے　　موے سر سے ناخُنِ پا تک ہیں نور
کوئی مانے یا نہ مانے حق ہے یہ　　نور کے محبوب بھی بیشک ہیں نور

......۲۲؍دسمبر۲۰۰۵ء......

ہفت کشور کی حکومت کوئی دے　　یا کہ ملتے ہوں تجھے لاکھوں کروڑ
خواہ عالم کی ہو سرداری کی بات　　مصطفٰے ﷺ کا دامنِ اقدس نہ چھوڑ

......۲۳؍دسمبر۲۰۰۵ء......

ہے یہی خوش قسمتی کا میری راز　　اپنے آقا کی غلامی پر ہے ناز
اُن پہ جو نازاں ہیں سب ہیں کامیاب　　ہیں نبی محترم بندہ نواز

......۲۲؍دسمبر۲۰۰۵ء......

عطا رب نے کیے اعلیٰ مراتب　　اُنہیں، جو اس سے پہلے تھے فقط ژاژ
نبی کے فیض سے آئے یہاں تک　　شہنشاہوں سے بھی لینے لگے واژ

......۲۴؍دسمبر۲۰۰۵ء......

صلوٰۃ و صوم کا پابند تو ہے　　درودِ پاک پڑھنے میں ہے کنجوس
بایں تسبیح و جُبّہ، ریش و دستار　　ہے مومن بھی نہیں ہوتا یہ محسوس

......۲۴؍دسمبر۲۰۰۵ء......

اگر سرکار فرما دیں سفارش　　تو مجھ جیسوں کی بھی ممکن ہے بخشش
نگاہیں آپ کی جانب لگی ہیں　　نوازش اے کرم فرما! نوازش

......۲۴؍دسمبر۲۰۰۵ء......

تو خدا کا بھی ہو نہیں سکتا　　گر نہیں تجھ کو مصطفٰے ﷺ سے خلوص
بات محشر میں تب بنے گی تری　　جب رکھے گا شہ ہدیٰ سے خلوص

......۲۴؍دسمبر۲۰۰۵ء......

خلق کی رب نے ہے وہی مالک کائنات اُس کی ہے وسیع و عریض
مہربانی سے کر دیے اُس نے اختیارات آپ کو تفویض

......۲۴/دسمبر۲۰۰۵ء......

مت کہو اب اور آئے گا نبی سوچ لو یہ بات ہے کتنی غلط
مت کہو یہ بھی نبی مجبور ہیں بات ہے یہ بھی غلط وہ بھی غلط

......۲۴/دسمبر۲۰۰۵ء......

قلب، نفسانیت کو چھوڑ کے اب
اُن کی مرضی کا ہو گیا تابع
بس تمنا ہے اب حضوری کی
دیکھیے دن دکھائے کیا طالع

......۲۴/دسمبر۲۰۰۵ء......

پی لیا، جس نے محمد ﷺ کا ایاغ ایک دم سے ہوگیا، روشن دماغ
رابطہ ٹوٹا نہ تھا دنیا سے گو سار، آئے نظر جنت کے باغ

......۲۴/دسمبر۲۰۰۵ء......

لائے میرے مصطفےٰ ﷺ دینِ حنیف حق تعالیٰ کی رضا، دین حنیف
ابتدا اس کی، خلیلِ پاک سے مصطفےٰ ﷺ پر منتہا، دین حنیف

......۱۵/اکتوبر۲۰۰۵ء......

ہے مدینے کا بہت ہی اشتیاق خوف ہے یارب! نہ ہو جائے مراق
اب تو ہو جائے خدا! اس در کی دید ہے بہت ہی شاق طیبہ کا فراق

......۲۴/دسمبر۲۰۰۵ء......

نبی پاک کا جاری یہاں فیضان ہے اب تک
جہاں والوں کی بخشش کا بڑا سامان ہے اب تک
جہاں قرآں اُترتا تھا، وہاں رحمت برستی ہے
خدا شاہد، مدینے کی نرالی شان ہے اب تک

......۱۲؍دسمبر ۲۰۰۵ء

فکرِ عقبیٰ ہے نہ کچھ خوف خدا　　مصطفےٰ ﷺ سے بھی نہیں رکھتے ہیں لاگ
دھوپ گرمی کی اُڑا دیتی ہے ہوش　　کیسے جھیلی جائے گی دوزخ کی آگ

......۲۴؍دسمبر ۲۰۰۵ء

کیا سمجھ کر مجھ کو سمجھاتے ہیں لوگ　　ذہن یا دل کا نہیں ہے، مجھ کو روگ
دوریِ طیبہ سے بس مغموم ہوں　　سالتا رہتا ہے، طیبہ کا بروگ

......۲۴؍دسمبر ۲۰۰۵ء

کس طرح دیکھوں مدینے کا جمال　　جسم میں طاقت، نہ ہے ہاتھوں میں مال
موت کی کس کو خبر، کب آئے گی　　رہ نہ جائے دل میں آقا! یہ ملال

......۲۴؍دسمبر ۲۰۰۵ء

عزمِ طیبہ ہے، مگر کچھ نہیں سامان بہم
دور شاید ابھی قسمت سے ہے، آقا کا حرم
میں تو مجبور ہوں، آقا تو مرے ہیں مختار
صرف دو گام ہے، سرکار جو فرما دیں کرم

......۲۴؍دسمبر ۲۰۰۵ء

ہے مدینہ دور مجھ سے لاکلام اس لیے رہتی ہے خواہش ، نا تمام
اپنی کوشش سے تو کچھ ممکن نہیں وہ بُلا لیں تو مدینہ چند گام

......۲۵/دسمبر ۲۰۰۵ء

پروائیاں سرما کی ، جو لگتی ہیں بدن کو
کیا دل پہ گذر جاتی ہے یہ کیسے بتائیں
ہیں سرد، مگر لطف نہیں نام کو ان میں
یاد آتی ہیں ، ایسے میں مدینے کی ہوائیں

......۱۷/نومبر ۲۰۰۵ء

نبی کے عشق میں وہ لطف پایا جو مِلتا ہے خدا کی بندگی میں
ستارے گور میں بن جائیں گے سب بہیں گے اشک ، جو ہجرِ نبی میں

......۲۲/دسمبر ۲۰۰۵ء

غیر ممکن اُن کی رافت کا بیان کُل جہاں میں ، سب سے بڑھ کر مہربان
اہل طائف کے ستم پر بھی دعا کیا سمجھ سکتا ہے کوئی ، اُن کی شان

......۲۲/دسمبر ۲۰۰۵ء

مرے آقا کا ہر انداز پیارا خطابت ہو ، عبادت ہو ، سفر ہو
بھری ہیں رحمتوں سے سب ادائیں تکلم ہو ، تبسّم ہو ، نظر ہو

......۲۲/دسمبر ۲۰۰۵ء

بیاں کرنے کو تمثیلیں بہت ہیں مگر یہ بھی ہے اک عمدہ قرینہ
انگوٹھی ہے اگر ارضِ مدوّر تو شہرِ نور ہے اُس کا نگینہ

......۲۳/دسمبر ۲۰۰۵ء

باب جبریل سے وہ نہ ہوگا جُدا روح جس کی بھی ، اس راز کو پاگئی
اگلی منزل ہے اس کی ، ریاضِ جناں اُن کے قدموں میں جس کو قضا آگئی

......۲۵ر دسمبر ۲۰۰۵ء

زمیں پر ایک جا ایسی ہے ، جس پر زیادہ لطف آئے گا جناں سے
درِ جبریل پر ڈیرہ جما لے ہزاروں بار گذرے ہیں ، یہاں سے

......۲۲ر دسمبر ۲۰۰۵ء

اُن کے دیدار سے جو ہوں محروم کچھ بھی کھلتا نہیں سبب کیا ہے
میری آنکھوں سے وہ ، نہاں کیوں ہیں سارے عالم میں ، جن کا جلوہ ہے

......۲۲ر دسمبر ۲۰۰۵ء

مدینہ ، رحمت و رافت کا ایک مخزن ہے
ہر ایک بے کس و مظلوم کا ، یہ مامن ہے
یہاں نوازش و بخشش کی برکھا ہے ، ہر دم
یہاں پہ آٹھ پہر ، رحمتوں کا ساون ہے

......۲۲ر دسمبر ۲۰۰۵ء

دوہے

بنتی ہے یہ آپ سے، خالق کے محبوب !
اپنے در پر دیں مجھے، کچھ کارِ جاروب !!

(☆......۱۹/دسمبر ۲۰۰۵ء......☆)

جیون بھر میں نے کیے، مہا گھنیرے پاپ !
بخشش کا ہیں آسرا، میرے آقا آپ !!

(☆......۱۷/دسمبر ۲۰۰۵ء......☆)

کھوٹی تھی جو سوچ تھی، کام بھی سارے زشت !
کرم نہ ہو اُن کا اگر، کیسے ملے بہشت !!

(☆......۱۷/دسمبر ۲۰۰۵ء......☆)

محشر میں کام آئے گی، اُن کے ذکر کی اوٹ !
کھُل کر آئے سامنے، جب کرموں کی کھوٹ !!

(☆......۱۷/دسمبر ۲۰۰۵ء......☆)

اُن کو مت مجبور کہہ، پڑھ لے ذرا حدیث !
بہت صحابہ کے ہوئے، حضرت نبی مغیث !!

(☆......۲۵/دسمبر ۲۰۰۵ء......☆)

ہیں آقا مختار کُل، میں بندہ محتاج !
دن ہو جب انصاف کا، رکھنا میری لاج !!

(☆......۱۹/دسمبر ۲۰۰۵ء......☆)

نیّا ہے ٹوٹی ہوئی ، ساگر میں ہے پیچ !
کیسے آئے دوار پر، یہ قسمت کا پیچ !!

(☆......۲۵/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

حج کر کے گھر آگیا ،پائی نہیں فلاح !
طیبہ کے درسن بنا، آنا نہیں مباح !!

(☆......۲۵/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

خالق کے محبوب سے ، ایسے بڑھا رسوخ !
اُن کے ہر گستاخ سے، کر رشتہ منسوخ!!

(☆......۲۵/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

جب تنہا ہوں گور میں، پڑے نہ کچھ اُفتاد!
اے طیبہ والے نبی، رکھیو مجھ کو شاد!!

(☆......۱۹/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

دونوں عالم میں بشر، ہوگا وہ خورسند!
جواس دنیا میں رہے، ہو اُن کا پابند!!

(☆......۱۹/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

اُن کے در کی خاک ہے، مومن کا مقصود!
جو اُن کا منکر ہوا، ہے بیشک مردود!!

(☆......۱۹/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

پوری ہوگی بالیقیں، اُس کی ہر امید!
جس کو حاصل ہو گئی، آقا کی تائید!!

(☆......۱۹/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

ہے مومن کے واسطے، وہ دن بے شک عید!
جس دن ہو جائے اُسے، اُن کے در کی دید!!

(☆......۱۹؍دسمبر ۲۰۰۵ء......☆)

حشر میں لے اُن کی سرن، نہیں پڑے گا ڈنڈا!
آقا کے جھنڈے تلے، ہی پائے گا ٹھنڈا!!

(☆......۱۲؍دسمبر ۲۰۰۵ء......☆)

سورج جس دن آ نِکٹ، ہو جائے پرچنڈا!
محشر میں کھُل جائیں گے، سارے ہی پاکھنڈا!!

(☆......۲۶؍دسمبر ۲۰۰۵ء......☆)

نام نبی کا خلد کے، تالوں کا ہے کوڈ!
طیبہ سے فردوس تک پڑا ہے سیدھا روڈ!!

(☆......۲۵؍دسمبر ۲۰۰۵ء......☆)

محشر میں تجھ کو بھلا، دے گا کون عیاذ!
مکھ پر اللہ ہر گھڑی، نام نبی کا شاذ!!

(☆......۲۵؍دسمبر ۲۰۰۵ء......☆)

صاؔبر تو ہے ہند میں، آپ سمندر پار!
بے بس کو پھر آپ کا، کیسے ہو دیدار!!

(☆......۲۰؍دسمبر ۲۰۰۵ء......☆)

چرنوں سے ہے دور یہ، فرقت کا بیمار!
اس کو بھی بلوایئے آقا اپنے دوار!!

(☆......۱۴؍دسمبر ۲۰۰۵ء......☆)

بے بس ، بے کس ہجر میں ، رہتا ہے رنجور!
کیسے حاضر ہو شہا!، آنے سے مجبور!!

(☆......۱۶/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

عصیاں کا اندھیر ہے، میں بندہ مجبور!
مجھ کو دیجے روشنی، آقا، نبی، حضور!!

(☆......۲۰/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

صآبر کو اب گور میں کر ہی دیا اسیر!
لیجے اب میری خبر، اچھے نبی خبیر!!

(☆......۲۰/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

اُف یہ جیون کی ڈگر، جس میں لاکھوں موڑ!
اب کس کو آواز دوں، ایک آپ کو چھوڑ!!

(☆......۲۰/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

مجھ پاپی کو ہے فقط ، اُن آقا پر ناز!
جن کو خالق نے دیے ، بے گنتی اعجاز!!

(☆......۲۰/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

ٹوٹی نیّا میں سفر، دریا طوفاں خیز!
مجھ کو پار اُتاریے ، آندھی آئی تیز!!

(☆......۲۰/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

سُندر چمکیلا بدن، جیسے جگمگ کاڑ!
تِس پر آتی بھی نہ تھی، نبی کے مکھ تک فاڑ!!

(☆......۲۵/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

جو کچھ تھا سب لُٹ گیا، صرف بچی ہے یاس!
میرے آقا آپ سے، ہی ہے اب تو آس!!

(☆......۲۰/دسمبر ۲۰۰۵ء......☆)

تاریکی ہے ذہن کی، جب ہو من مایوس!
یاد کرو سرکار کو، روشن ہو فانوس!!

(☆......۲۰/دسمبر ۲۰۰۵ء......☆)

مایا سے سنسار میں، نہیں ملا سنتوش!
اُن کا دامن تھام لے، کب آئے گا ہوش!!

(☆......۲۰/دسمبر ۲۰۰۵ء......☆)

خالق کے محبوب سے، جو بھی رکھے خلوص!
وہ ہے بندہ بالیقیں، خالق کا مخصوص!!

(☆......۲۰/دسمبر ۲۰۰۵ء......☆)

سائل کوئی بھی ہوا، نہیں کیا اعراض!
ایسے میرے مصطفےٰ ﷺ پیارے تھے فیّاض!!

(☆......۲۵/دسمبر ۲۰۰۵ء......☆)

اُن کا سیوک خُلد میں ، پائے بہت نشاط!
جیون بھر سنسار کو، سمجھے اگر رباط!!

(☆......۲۵/دسمبر ۲۰۰۵ء......☆)

وارث ہو سرکار کے ، سن لو اے حُفّاظ!
جب بھی قرآں کو پڑھو، اِس کا رکھو لحاظ!!

(☆......۲۵/دسمبر ۲۰۰۵ء......☆)

دنیا میں رہ جائے گا، سارا مال متاع!
یاد نبی کی ساتھ رکھ، ہوتے وقت وداع!!

(☆......۲۵/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

اُلفت کا سرکار کی، دل پر لے لو داغ!
گور میں یہ کام آئے گا، جیسے جلے چراغ!!

(☆......۲۵/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

صابرؔ جیسا ناتواں کہتا ہے یہ صاف!
''مجھ سے کیا ہوں گے بیاں، طیبہ کے اوصاف''!!

(☆......۲۰/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

اس میں میری کیا خطا، ہو تجھ کو تکلیف!
بندہ ہوں سرکار کا، کرتا ہوں تعریف!!

(☆......۲۰/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

جسمانی معراج کی، کرتا ہوں تصدیق!
تجھ کو ہے انکار تو، کرتا رہ تحقیق!!

(☆......۲۰/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

اُن کا مولیٰ پاک ہے، وہ خود بھی ہیں پاک!
مت اُن کی توہین کر، تیرے منہ میں خاک!!

(☆......۲۰/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

منکر اُن کے نور کا، ہونا نہیں ہے ٹھیک!
روشن اُن سے ہو گئی، دُنیا تھی تاریک!!

(☆......۳۰/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

بڑی بھیانک دوستو! ، ہے دوزخ کی آگ!
اس سے بچنے کے لیے، رکھو نبی سے لاگ!!

(☆......۲۱/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

قبر سے لے کر حشر تک، ہو جائے تسہیل!
اُن کے ارشادات کی، کر دل سے تعمیل!!

(☆......۲۱/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

ہوں اشرف مخلوق میں، بات کہوں معقول!
مجھ سے ہے اشرف بہت، اُن قدموں کی دھول!!

(☆......۲۱/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

کھڑا ہوں در پر آپ کے، ہاتھ لیے کشکول!
اس کو بھی بھر دیجیے، پیارے نبی رسول!!

(☆......۱۳/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

طیبہ کے دربار میں، جس کی گذری شام!
اُس پر خالق کا ہوا ، بہت بڑا انعام!!

(☆......۲۱/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

ہے جن کا مخلوق میں، سب سے خاص مقام!
طیبہ کے سرکار کو، لاکھوں لاکھ سلام!!

(☆......۲۵/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

بہت ہیں اُن کی خوبیاں، قرآں میں مرقوم!
پھر بھی اُن کا مرتبہ ، نہیں ہمیں معلوم!!

(☆......۲۱/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

میرے آقا مصطفےٰ ﷺ رکھتے ہیں وہ شان!
جس کو سُن کر دیکھ کر، دنیا ہے حیران!!

(☆......۱۱/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

صابرؔ کی کرنا وہاں، ہر مشکل آسان!
آقا جس دن حشر میں، قائم ہو میزان!!

(☆......۱۷/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

دینِ احمد پر سدا، قائم رہے یقین!
سب سے اچھی ہے دعا، بولو سب آمین!!

(☆......۲۱/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

دنیا کے افکار سے، رہتا ہے بے چین!
رکھ لے آس سرکار کی، ماتھے پر نعلین!!

(☆......۲۶/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

طغیانی ہے زور کی، تِس پر اُلٹ بہاؤ!
مجھے سہارا دیجیے، ٹوٹی پھوٹی ناؤ!!

(☆......۲۱/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

خوف ناک دیجور شب، اور بھیانک راہ!
میری رَکشا کیجیے، اے شاہوں کے شاہ!!

(☆......۲۱/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

جس کا دشمن ہو جہاں، جس کو جگ ٹھکرائے!
جگ کو ٹھوکر مار کر، اُن کے در پر جائے!!

(☆......۲۱/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

دنیا سے بیزار ہوں، اب تو لیوٗ بلائے!

آنکھوں سے آنسو رواں، مکھ سے نکلے ہائے!!

(☆......۲۱/دسمبر۲۰۰۵ء......☆)

قطعات تاریخِ انطباع

ڈاکٹر عارف حسن خاں صاحب عارفؔ، صدر شعبۂ اردو ہندو (پی۔جی) کالج، مراد آباد

ہیں محقق گرچہ صابرؔ سنبھلی
شاعری میں بھی نہیں ان کا حریف

دے دیا ترتیب اک دیوانِ نعت
جس میں ہے موجود نعت ہر ردیف

فکر کی میں نے کہوں تاریخ ایک
ہو نہ جو ہرگز ذرا سی بھی کثیف

دی صدا ہاتف نے میرے کان میں
مخزنِ نعتِ نبی طیّب لطیف

۱۴۲۹ھ

ڈاکٹر جبار علی رضوانؔ انصاری (پی۔ایچ۔ڈی) سدھولی (سیتاپور)

خدا کے کرم سے نبی کی عطا سے
نمایاں ہوا آج فیضانِ صابرؔ

طباعت سے اس کی یہ عقدہ کُھلا ہے
کہ ہے نعت کی سمت میلانِ صابرؔ

جو اہل نظر ہیں یہی کہہ رہے ہیں
عیاں ہر سطر سے ہے وجدانِ صابرؔ

بہت داد پائیں گے اب محفلوں میں
ہے یہ نعت خوانوں پہ احسانِ صابرؔ

کہا مجھ سے ہاتف نے رضوانؔ لکھ دے
کہ ''نظم زر افشاں ہے دیوانِ صابرؔ''

۲۰۰۸ء

عزیز اللہ خاں عزیزؔ سنبھلی ریسرچ اسکالر ایم۔ جے۔ پی۔ روہیلکھنڈ یونیورسٹی بریلی۔

مرحبا خوب دیوانِ صابرؔ چھپا ہر زباں پر ہے اب حبّذا حبّذا
ایسی ہی کوششیں اور بھی ہوں اگر کیوں نہ آگے بڑھے کارواں نعت کا
فکرِ تاریخِ دیوان میں محو تھا یک بیک ہاتفِ غیب نے دی ندا
اے عزیزؔ اس طرح اس کی تاریخ لکھ
''مدحتِ صاحبِ مرتبہ مصطفےٰ'' صلی اللہ علیہ وسلم

۱۴۲۹ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب جعفر حسین مرحوم
(از۔ ڈاکٹر عارف حسن خاں عارفؔ، ہندو کالج مراد آباد)

یوں تو دنیا سے جاتے سبھی ہیں نیک انجام سب کا کرے رب
ایک صالح چلا جب جہاں سے اشک آلود آنکھیں ہوئیں تب
میں نے چاہا کہ تاریخ لکھوں دفن کر کے اُسے سب چلے جب
کان میں یہ صدا میرے آئی
قصرِ جنّت میں جعفر حسین اب

۱۴۲۷ھ

۷۸۶

ڈاکٹر صابرؔ سنبھلی (تعارف و خدمات)

نام صابر حسین

قلمی نام صابرؔ سنبھلی

ولدیت جناب جعفر حسین مرحوم (م ۹ر دسمبر ۲۰۰۶ء)

تاریخ ولادت (واقعی) ۳۰ر جولائی ۱۹۴۲ء

(تعلیمی ریکارڈ میں) ۱۵ر جولائی ۱۹۴۱ء

جاے ولادت و رہائش سیف خاں سرائے، سنبھل ضلع مرادآباد فون 9719268584

تعلیم ایم۔اے (اردو)، پی۔ ایچ۔ ڈی۔

ذریعہ معاش پینشن (۳۰ر جون ۲۰۰۲ء کو ایم۔ ایچ (پی۔ جی) کالج مرادآباد سے سبکدوشی کے بعد)

☆انعامات و اعزازات

اترپردیش اردو اکادمی لکھنؤ سے تین کتابوں پر انعامات (۱۹۹۱ء، ۱۹۹۵ء اور ۱۹۹۷ء میں)

مغربی بنگال اردو اکادمی، کلکتہ سے ایک کتاب پر انعام (۱۹۹۹ء میں)

آل انڈیا میرا کادمی لکھنؤ سے مجموعی خدمات پر "امتیازِ میر ایوارڈ" (۱۹۹۷ء میں)

☆تصانیف

(الف) وہ کتابیں جن کا ناشر خود مصنف ہے۔

ادبی تجزیے	۱۹۹۰ء
تحقیق نما	۱۹۹۴ء
اوراق العروض (ترجمہ و تحشیہ) ڈاکٹر عارف حسن خاں کے تعاون سے	۱۹۹۶ء
توضیحِ فنونِ ادب	۱۹۹۷ء
شعار زباندانی	۱۹۹۸ء
نقد و بصر	۲۰۰۱ء
دیوانِ صابر (پیش نظر ہے)	۲۰۰۸ء

(ب) ناشر اے پی ایم پبلیکیشنز (پرائیوٹ لمٹڈ)، میرٹھ (یو۔پی)

بہارِ اردو (۵ر حصے) درجہ یکم تا پنجم کے لیے درسی کتب	۱۹۹۹ء

(ج) ناشر اروند پرکاشن مندر (پرائیویٹ لمٹڈ)، میرٹھ (یو.پی)

بہارِ ادب (۳/حصے) درجہ ۶، ۷، ۸، کے لیے درسی کتب۔ ۲۰۰۱ء

بہارِ نغمات (۳/حصے) نرسری جماعت تا یو۔کے۔جی۔جماعت کے وا۔ ۔ ۲۰۰۱ء

نوٹ ۔یہ ۱۱/عدد کتابیں تخلیقی ادب میں ہیں۔

اردو دینیات (۵/حصے) برائے جماعت اوّل تا پنجم۔ ۲۰۰۱ء

جنرل اردو اور قواعد (۶/حصے) بچوں کے لیے۔ ۲۰۰۱ء

نوٹ ۔یہ بھی کتابیں ہر سال بڑی تعداد میں طبع ہوتی ہیں اور بے شمار پبلک اسکولوں میں داخل نصاب ہیں۔

(د) ناشر پیر اماؤنٹ پبلشرز ،دھلی۔

اشرفی اردو (۳/حصے) نرسری جماعت تا یو۔کے۔جی۔جماعت کے لیے۔ ۲۰۰۲ء

اشرفی اردو (۵/حصے) درسی کتب برائے اوّل تا پنجم جماعت۔ زیرِ طبع

یہ بھی تخلیقی ادب ہے

(ہ) اشرفی کتاب گھر، سنبھل۔(یو۔پی)

ادبیاتِ رضا۔ایک جائزہ۔ ۲۰۰۸ء

(و) تحریک فکرِ رضا، ممبئی (مہاراشٹر)

ترجمہ کنز الایمان کا لسانی جائزہ۔ زیرِ طبع

(ز) طباعت کے لیے تیار۔

اردو تحقیق اور مولانا امتیاز علی عرشی (پی، ایچ۔ڈی کا مقالہ) ِ تعاون کے لیے یوپی اردو اکاڈمی لکھنؤ کے زیرِ غور ہے

بہارِ زباندانی۔

نوٹ :۔ان بھی کتابوں میں کوئی بھی تالیف نہیں ہے۔ ں کہ بچوں کے لیے لکھی گئی درسی سیریز بہارِ اردو، بہارِ ا[illegible]
اور اشرفی اردو بھی طبعزاد تصانیف ہیں۔ان میں سب کچھ مصنف کا ہی لکھا ہوا ہے۔کسی دیگر کتاب، شاعر، یا مصن[illegible]
سے کچھ نہیں لیا گیا ہے۔

اصناف ،جن کی خدمت کی

غزل، تاریخ گوئی، قطعات، رباعیات، منظومات، افسانے کہانیاں، انشائیے، حمد، نعت، پہیلیاں، ڈرامے، دو[illegible]
تضمین، ادبِ اطفال، تنقید، تحقیق، طریقِ تحقیق، ترجمہ، تحشیہ نگاری، بلاغت، فنِ شاعری، عروض، زباند[illegible]
تبصرہ نگاری، قواعدِ زبان، صحافت، دینیات۔

عزیز اللہ خاں عزیز سنبھلی

ریسرچ اسکالر ایم۔جے۔پی۔روہیلکھنڈ یونی ورسٹی بر[illegible]

DEEWAN-E-SABIR

Natiya

Dr. "Sabir" Sambhali

Saif Khan Sarai Sambhal
Distt. Moradabad U.P.
Mob. 9719268584